صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 08 اپریل 2019ء بمطابق 02 شعبان المعظم 1440 ہجری بعداز دوپہر دو بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ O فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ O مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ O بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ O کِرَامٍ بَرَرَةٍ O قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَهٗ O مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ O مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ O ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ O ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ O ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ۔

(ترجمہ): جس کا جی چاہے اِسے قبول کرے۔ یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں۔ بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ ہیں۔ معزز اور نیک کاتبوں کے۔ ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ لعنت ہو انسان پر، کیسا سخت منکر حق ہے یہ۔ کس چیز سے اللہ نے اِسے پیدا کیا ہے ؟۔ نطفہ کی ایک بوند سے اللہ نے اِسے پیدا کیا، پھر اِس کی تقدیر مقرر کی۔ پھر اِس کے لیے زندگی کی راہ آسان کی۔ پھر اِسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔ پھر جب چاہے وہ اِسے دوبارہ اٹھا کھڑا کرے۔ وآخرُ الدعوانا أنِ الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمینَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ سنا ہے کہ آج نگہت بی بی صدارت کر رہی ہیں۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آپ نہیں تھے تو۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: تھینک یو۔ میں بڑی دیر سے آیا ہوا تھا، یہاں پر ہمارے نان مسلم پاکستانی یوتھ آئے ہوئے تھے تو میں تھوڑا ان کے ساتھ تھا اور ابھی وہ سارے آپ کی گیلریز میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں اپنی طرف سے، آپ سب کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتا ہوں (تالیاں) اور اوقاف اینڈ مینارٹی ڈیپارٹمنٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان کو سپانسر کیا اور یہ پورے پاکستان کا ٹور کر رہے ہیں۔
اراکین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، پلیز۔
جناب سپیکر: Leave applications، آپ پھر کر لیں، after leave applications

اراکین کی رخصت

Mr. Speaker: 'Leave Applications': Mr. Riaz Khan, MPA, for today; Ms. Shahida Waheed,MPA,for today Mr Shahram Khan Tarkai Minister for Local Government, for two days; 8 and 9 Mr. Amjad Ali Khan, Minister, for Mines for two days;8 and 9. Mr.Musawar,Khan MPA, for today; Mr. Iftikhar Ali Mashwani, MPA for today; Ms. Nadia Sher, MPA for today; Mr. Wazeerzada, MPA, for two days; 8 and 9 Sardar Yousaf Zaman MPA,for today,Ms. Maria Fatima MPA for today, Syed Ahmad Hussain Shah, MPA for today; Sahibzada Sanaullah, MPA for today; Mr. Nazir Ahmad Abbasi, MPA for today; Ms Momina Basit MPA, for today,Ms Sumaia, MPA for today; Mr. Pakhtunyar Khan, MPA for today;. Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave granted.

رسمی کارروائی

جناب سپیکر: جناب اکرم خان درانی صاحب۔
جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر، آپ کا شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو جمعہ کے دن میرے خیال میں بڑی جلدی سے نماز پڑھ کر ڈیڑھ بجے اجلاس شروع ہوا اور پھر ختم بھی ہوا اور پھر اخبارات نے لکھا کہ کورم پورا نہیں ہوا تھا، تو میرے خیال میں شاید ابھی تو دعا بھی ختم نہیں ہوئی تھی، اگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ چونکہ عمران خان خیبر ایجنسی میں آرہے ہیں اور ہمیں ضرورت ہے اور

جانا ہے، (تالیاں) تو پھر کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا، پھر ہم ضرور اس پہ بھی آپ کا ساتھ دیتے۔ چونکہ وہ وزیر اعظم ہیں اور آپ کی پارٹی سے ہیں، اس کیلئے وہاں جانا بھی ضروری تھا، باقی میں نے اس دن بھی نشاندہی کی تھی کہ یہ فاٹا کا مسئلہ انتہائی سنگین ہو رہا ہے اور پوری لیوی، خاصہ دار جو ہیں وہ ہڑتال پر جا رہے ہیں تو یہاں پر مجھے کچھ عجیب سا جواب دیا گیا اور وزیر اعظم صاحب جب وہاں پر گئے تھے تو انہوں نے بھی، بعد میں ان کی جو بات سامنے آئی کہ ان کو ہم بتدریج آہستہ آہستہ، لیکن وہاں پر ان کی پروموشن کی جو بات میں نے کی تھی کہ اگر آپ ان کو پولیس میں ضم کر رہے ہیں تو کم از کم ان کی سینیارٹی کا کوئی طریقہ کار طے ہو، جواب تک نہیں ہوا۔ آج بھی جب میں یہاں آ رہا تھا تو اس چوک میں بہت بڑا ہجوم ہے اور بہت زیادہ لوگ احتجاج کیلئے جمع ہیں، وہ فاٹا سیکر ٹریٹ کے پراجیکٹ کے ملازمین ہیں، فاٹا سیکر ٹریٹ تو بند کیا گیا لیکن ان لوگوں کو ابھی سر پلس پول میں رکھ رہے ہیں، ان کی استدعا یہ ہے کہ چونکہ ہم تو سیکر ٹریٹ کے ملازمین ہیں، ابھی فاٹا کا اور Settle کا سیکر ٹریٹ ایک ہو گیا تو ہمیں کیوں نہ ادھر ایڈجسٹ کیا جائے، بجائے اس کے کہ پہلے ہمیں سر پلس میں لے جایا جائے اور پھر پتہ بھی نہیں کہ ہم دوبارہ پراجیکٹ میں ایڈجسٹ کر لیں گے یا ہماری یہ جو سروس ہے یہ اسی طرح برقرار بھی رہے گی؟ تو میں نے وہاں پر یہ دیکھا ہے کہ وہ بیچارے جس انداز میں بیٹھے ہیں اور جس طریقے سے وہ احتجاج پر ہیں، تو یہ فاٹا کے مسئلہ میں روز بروز ایک نئی چیز نکل کر آ رہی ہے اور آخر میں پھر یہ سارے اگر اکٹھے ہو گئے تو یہ بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ ایک تو وہاں پر جو خاصہ داروں کو ضم کرنا ہے تو اس میں ان کی سینیارٹی ہو گی یا نہیں ہو گی، دوسرا یہ جو فاٹا کے بیچارے پراجیکٹ ملازمین رو رہے ہیں، ان کا بھی گورنمنٹ ہمیں بتائے کہ وہ ان کیلئے کیا پروگرام بنا رہی ہے اور کیا منصوبہ بندی ہے؟

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جناب سپیکر صاحب! اس پر مجھے بھی بات کرنی ہے اگر اجازت دے دیں؟

<u>جناب سپیکر</u>: آپ نے تو ضرور کرنی ہے جی، کریں جی، کریں نگہت بی بی۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جناب سپیکر صاحب! جب میں یہاں آ رہی تھی تو ان سے بات ہوئی ہے، درانی صاحب نے جو ہمارے آنریبل اپوزیشن لیڈر ہیں، انہوں نے تو اس پہ تفصیل سے بات کر لی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنی بات کرنا چاہوں گی کہ 2018ء میں کوئی نئے پراجیکٹس بنے تھے، پرویز خٹک صاحب نے اناؤنس کئے تھے، تو اگر انہی ملازمین کو ان پراجیکٹس میں، فاٹا کے جو

پراجیکٹس ہیں، ان میں جگہ دے دیں تو یہ مہربانی ہو گی۔ دوسرا جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے میں نے آپ کو بتایا تھا کہ پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے جو لرزہ خیز واقعہ ہے، ایک سات سال کے بچے کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنا کر اور اس کے گلے میں پھندا ڈال کر، جس کی شناخت عمر کے نام سے ہوئی ہے، جناب سپیکر صاحب! کب تک ہم روتے رہیں گے، کب تک ہم لوگ اٹھ اٹھ کر ان واقعات کو، آپ نے کہا تھا کہ میں پارلیمانی کمیٹی بناؤں گا جناب سپیکر صاحب! پلیز اس پہ کچھ سوچیں کیونکہ یہ سائیکالوجیکل مسئلہ ہے، ہر ماں جب اپنے بچے کو باہر بھیجتی ہے، یہاں سے دو بچے کل پرسوں اغواء ہوئے اور ان کی تازہ لاشیں چمکنی سے ملی ہیں، ابھی ان کا پوسٹ مارٹم آنا ضروری ہے، جناب سپیکر! میں آپ سے التجاء کرتی ہوں کہ اس پہ آپ کوئی کمیٹی بنائیں، چاہے اپنے لوگوں کی ہی بنا دیں لیکن اس پہ آپ غور و فکر کریں کہ یہ تمام چیز کیوں ہو رہی ہے؟ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے انتہائی اہم نکتہ اٹھایا۔ جناب سپیکر! جتنا بھی فاٹا کا کلریکل سٹاف ہے، جس طرح انہوں نے بتایا کہ فاٹا سیکرٹریٹ کو بند کر دیا گیا ہے، جناب سپیکر! ابھی آٹھ مہینے ہو گئے ہیں اور ہونا یہ چاہیے تھا کہ جب ہم بار بار اسی فورم پہ فاٹا کے انضمام کے حوالے سے بات کرتے ہیں جناب سپیکر! حکومت کی کوئی پالیسی ہمیں نظر نہیں آ رہی ہے، باوجود اس کے کہ ہمارے وزراء صاحبان فاٹا کے اضلاع کے دورے بھی کر رہے ہیں اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: کریم خان صاحب! آپ جواب دیں گے۔

جناب سردار حسین: صوبائی کابینہ کے اجلاس کے حوالے سے بھی انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہر ایک ضلع میں صوبائی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا کرے گا، وزیر اعظم صاحب باجوڑ آئے اور اسی طرح Last time میرے خیال میں یہاں ضلع خیبر میں آئے تھے، جناب سپیکر! جس طرح کلریکل سٹاف کا مسئلہ ہے اسی طرح لیویز اور خاصہ داروں کا مسئلہ ہے، جتنے بھی ایمپلائز ہیں جناب سپیکر! یہ تو بڑا واضح ہے کہ جب یہ صوبے کا حصہ بنا، تو اس صوبے میں ہر ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، پبلک ہیلتھ ہے، ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہے، یہ سارے ڈیپارٹمنٹس یہاں پر موجود ہیں جناب سپیکر! لیکن یہ تو ٹرخانے والی بات ہے۔ اب ملک کے وزیر اعظم کو دیکھیں اور پاکستان کے

ہر ضلع میں وہ جاتے ہیں اور تھری جی اور فور جی کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ آپ کیلئے Geographically بہت بڑا تحفہ ہے، یہ تو مذاق ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس مسئلے کو بڑا سنجیدگی سے لینا چاہیئے مگر یہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت مذاق کر رہی ہیں۔ جناب سپیکر! مرکزی حکومت یہاں پر آکر فاٹا کے اضلاع کیلئے اعلانات کر رہی ہے حالانکہ مرکزی حکومت جس پر پینتالیس ارب روپیہ میرے صوبے کا بجلی کے خالص منافع کا بنتا ہے، وہ نہیں دے رہی ہے، اے جی این قاضی فارمولے کے تحت 128 ارب روپیہ میرے صوبے کے بقایاجات ہیں، وہ دے نہیں رہی ہے اور چونکہ وہاں پر صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہونے جارہے ہیں تو ایک دفعہ پھر پاکستان کے عوام کی طرح فاٹا کے عوام کو بھی ورغلانے کی ایک کوشش ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس مسئلے کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ لینا چاہیئے، ہم پچھلے آٹھ مہینوں سے دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ فاٹا کے معاملات کیلئے کمیٹی کے اوپر کمیٹیاں بن رہی ہیں، روزانہ کی بنیاد پر گورنر ہاؤس میں اجلاس ہوتے ہیں، چیف منسٹر ہاؤس میں اجلاس ہوتے ہیں اور جو بھی اجلاس ہوتا ہے تو فاٹا کیلئے اصلاحات اور اس کے انضمام کیلئے ایک نئی کمیٹی بنتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بڑا آسان مسئلہ ہے، میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا کہ یہ جو کلریکل سٹاف ہے، اسے کیوں آپ، سرپلس پول میں تو آپ تب بھیجیں جو ملازمین فارغ ہوں، ان کی تو وہاں پر Requirement ہے، یعنی باجوڑ سے لیکر جنوبی وزیرستان تک جتنے بھی اضلاع بنے ہیں، اب کیا وہاں پر کلریکل سٹاف کی ضرورت نہیں ہوگی؟ یعنی اس سے اب یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ حکومت کی اتنی بھی تیاری نہیں ہے کہ جو ان کے ملازمین ہیں، ان کو کس طرح کھپایا جائے؟ تو جناب سپیکر! ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو بڑی سنجیدگی سے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: تھینک یو بابک صاحب۔ ڈاکٹر سمیرہ شمس صاحبہ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی دے دیتا ہوں، دیکھیں، ایجنڈا پھر ادھر ہی رہ جائے گا اور پوائنٹ آف آرڈر پہ بات ہو گئی ہے، That is sufficient، لیڈر آف اپوزیشن نے کر دی، بابک صاحب نے کر دی، نگہت بی بی نے کر دی، آپ بولیں جی پلیز۔

محترمہ سمیرا شمس: شکریہ سپیکر صاحب۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں، پوائنٹ آف آرڈر کا یہ مطلب نہیں ہوتا،

Point of order means, is there any violation in the House? That is called the point of order but if there is no violation

ہم تو پھر بھی چانس دے دیتے ہیں کہ جی بات کر لیں۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

محترمہ سمیرا شمس: شکریہ سپیکر صاحب۔ نگہت بی بی کی میں شکر گزار ہوں، بہت اہم مسئلہ انہوں نے ایوان میں اٹھایا ہے اور اس حوالے سے بلوچستان میں بھی کچھ ایسے کیسز ہیں جو ہمارے لوئر دیر اور اپر دیر سے جو بچے تعلق رکھتے ہیں، شانگلہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں، جو بلوچستان میں کول مائینز میں مزدوری کرتے ہیں، وہ بیچارے بھی Abuse کا شکار ہیں۔ ابھی جب ہمارے نجی گروپ کا بلوچستان کا وزٹ تھا تو میں نے خود سی ایم صاحب کے نوٹس میں لایا تھا کہ اس بات کے حوالے سے کچھ ان کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیئے لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں کوئی قرارداد لا سکوں لیکن نگہت بی بی نے بھی یہ بات کی ہے، اگر ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے کیونکہ کے پی میں Child abuse cases بہت زیادہ آرہے ہیں اور اس طرح سے ہمارے اپنے بچے بلوچستان میں ہیں، ٹوئیٹر پہ اکثر لوگ مجھے ٹویٹ کرتے رہتے ہیں، کچھ نیوز کے پاس بھی ڈیٹا ہے جو وہ پیش کرتے ہیں تو اس حوالے سے کہتی ہوں اور میں یہ بھی سفارش کروں گی کہ وہ اسپشل کمیٹی بنے جو یہ Child abuse cases کے حوالے سے کام کرے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ سپیشل کمیٹی آج ہم بناتے ہیں تاکہ اس کے اوپر پھر جو بھی اس کے ممبرز ہوں، ان کی آراء آ جائے۔ ویسے تو یہ پولیس کا ہوتا ہے لیکن اب ہم نے دیکھنا ہے کہ As a Assembly Members ہم اس میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں؟ ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں تاکہ وہ آپ پولیس کو، سول سوسائٹی کا بھی اس میں بڑا اہم رول ہے تو اس لحاظ سے پھر جو آپ سارے طے کر لیں۔

Janab Kareem Sahib! Respond to the Members, please.

جناب عبدالکریم (معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت): شکریه جنا ب سپیکر صاحب۔ زه د بابک صاحب د کنسرن او د درانی صاحب د کنسرن د دوئ په خپل ځائے دے خو فاټا ته چې منسټران دورې کوی نو کوم ډیویلپمنټ پلان چې دے د لس کالو نو مونږ له دا ټاسک راکړے شویدے چې تاسو خلق اوروئ هر تحصیل کښې چې خلق د خپلو کارونو څه اظهار کوی، کوم شے Priority دے، زه میر علی، ما سره پورا دوه پیډونه ډک دی، تقریباً شپږ گهنټې مونږه Hearing کړے وو، په شپږو گهنټو کښې چې څومره ټریډرز کمیونټی ده، سټوډنټس دی، د یونیورسټی

سټوډنټس دي، د هغوی ټول کنسرن چې وو، صرف د تهري جي او فور جي د پاره بنوں له ځي۔ بل دا دے چې هغوی هغه کوم Approach دے نو هغه د پيښور او د فاټا چې کوم پلاننګ شوے وو، چې کوم Previously په فاټا کښې چې کوم پروګرام وو، هغوی د دې د پاره کوم پلاننګ کړے وو، بالکل الټا دے د خلقو Reaction، نو مونږه وايو چې د خلقو په رائې باندې مونږه د اے ډي پي هغه شان تقسيم کوؤ، لکه په ميرعلی باندې درې تحصيله دي، ميرعلی تحصيل دا ډيويلپ دے، شيوه او سپين وام چې دے دا Under developed دي، نو شيوې او سپين وام باندې داسې علاقې شته دي چې هغوی په اوبو هم خوشحاليږي، په لږ لږ روډونو باندې هم د هغوی ژوند بدليږي۔ په هسپتال کښې د سټاف کمے دے، چې سټاف کمے برابر شي، هم د هغوی کار، سکولونه ئے شته، سکولونه ئے بالکل کهنډر دي، که سکولونه ئے ډک دي، ټيچرز ورته راشي که سردست کنټريکټ والا، څنګه سکول پرې باندې راشي نو هم هغوی وائي چې يره مونږه له دې کار روان شي۔ بل د هغوی کنسرن چې دے، نو د خپل ژوند بنيادي ضرورتونه او وسائل زياتولو د پاره او هلته د تلو نه يو دا شے هم اخذ شو چې څنګه واګه بارډر Twenty four hours چليږي، څنګه په سنده کښې چليږي، که کوم حالات ئے وي نو بند نه دي، نو هم دغه د هغې خلقو Concern دے چې زمونږه غلام خان او انګور اډه باندې زمونږه د خلقو دارومدار دے، اخوا هم پښتانه پراته دي او ديخوا هم پښتانه، نو زه خپل پرون نه هغه بله ورځ د دورې ما، ان شاءالله زه به نن هم نوټ ليکم او خپل Suggestions به ورکوم۔ پاتې شوه د ايمپلائمنټ خبره نو زه د خپل ډيپارټمنټ پورې به دا خبره محدوده کړمه چې انډسټريز ډيپارټمنټ چې کله Take over اوکړو نو وړومبے آواز راغلو چې مونږه خو ايف ډي اے وه او مونږه د انډسټريزی ډيپارټمنټ ماتحت يو، خير هغه خو خبره حل شوه، چې حل شوه تاسو په الله يقين اوکړئ په يو انډسټريل سټيټ کښې دوه اربه روپئ لګيدلې دي او يو کارخانه دار پکښې لا کارخانه نه ده سټارټ کړې، نو دا هغه اپروچ وو، مونږه څوک بے روزګار کوؤ نه خو مونږه څيزونه فنکشنل کؤو، ټائم يا Delay که په هغه سيټونو باندې مونږه دوئ پريږدو نو زمونږه سسټم نه چليږي، ان شاءالله چې کومې کرسئ له کوم سړے برابريږي دا ټول به ايډجسټ کيږي په

هغه طریقه او کوم پراجیکټ او کړی او Time based agreement وی نو په هغې کښې خو حکومت پړ نه دے چې هغه Tenure ئے برابر شی، د هغه کنټریکټ به ایکسپائر شی هغه بیله خبره ده۔ تهینک یوجی۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ خوشدل خان صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ سپیکر صاحب! آپ بہت سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں، سنجیدہ شخصیت کے مالک ہیں، جس پوائنٹ پر ہمارے محترم اکرم درانی صاحب نے بات کی، میں تو سرے سے وقت کا بہت پابند ہوں کیونکہ .By profession I am a lawyer اور وکیل جو ہوتا ہے وہ پابندی ضرور کرتا ہے۔ جمعے کے روز ہم یہاں آ گئے اور ابھی ڈیڑھ بھی نہیں بجہ تھا کہ بلاوجہ وبلا جواز اجلاس کو ملتوی کیا گیا جو کہ یہ بھی غیر قانونی، Irregular اقدام ہے کیونکہ ہماری اس گرین بک میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کورم پورا نہ ہو تو آپ گھنٹیاں بجائیں گے، جو طریقہ کار ہے اور اس دن ایجنڈا بھی بہت اہمیت والا تھا کیونکہ اس میں ہماری طرف سے بیروزگاری اور مہنگائی کا آئٹم تھا، ہماری طرف سے کال اٹنشنز بھی تھے لیکن بہر حال چونکہ وزیر اعظم صاحب تشریف لا رہے تھے، اس وجہ سے، یہ وجہ بھی تھی کہ آپ بھی موجود نہیں تھے، آپ کے ڈپٹی سپیکر صاحب بھی موجود نہیں تھے، آج وہ تو ٹائم پر آئے لیکن آپ پونے تین بجے تشریف لائے کیونکہ ہمارے کچھ بچے آئے تھے لیکن سر، دیکھیں یہ اسمبلی ہے، یہاں ہمارے پیچھے لوگ ہیں، لوگ بھی ہمیں دیکھ رہے ہیں، ہمارے سامنے آفیسرز بیٹھے ہیں، میڈیا والے یہاں تشریف فرما ہیں، اگر ہم ڈسپلن کا خیال نہیں رکھیں گے تو کیا میسج جائے گا، لوگ کیا کہیں گے؟ یہاں پر میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ آپ اپنے سیکرٹریٹ کو ڈائریکشن دیں کہ ایک شیڈول ایشو کریں کیونکہ جب وزیر اعظم صاحب آ رہے تھے تو ان کا جو دورہ تھا وہ پہلے سے طے ہو چکا ہوگا، تو چاہیئے تو یہ تھا کہ اس دن آپ چھٹی کر لیتے، تو میں پھر یہی عرض کروں گا کہ آپ اس تمام کا ایک شیڈول ایشو کریں تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے، What will be happened tomorrow؟ ابھی ہمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کل یہ میٹنگ ہوگی یا نہیں ہوگی، کل ہماری چھٹی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے بھی اپنے پرائیویٹ بزنس ہوتے ہیں، تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ تو بہت سنجیدہ اور اچھی شخصیت کے مالک ہیں، اگر آپ ذرا اس کو رولز کے مطابق چلائیں، ایک شیڈول جاری کریں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ کتنے دن تک ہمارا یہ اجلاس چلتا رہے گا، کس کس دن کو Off ہوگا، کس طرح ہوگا؟ تو یہ صحیح ہوگا، تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو، خوشدل خان صاحب! میں Hundred percent آپ کے ساتھ Agree کرتا ہوں اور میں نے سیکر ٹریٹ کو آرڈر کیا ہوا ہے کہ یہ کیلنڈر بھی بنائے اور وہ آخری مراحل میں ہے، آپ کے ساتھ شیئر بھی کریں گے ان شاء اللہ اور ہر ایک کو پتہ ہو گا کہ اجلاس کب ہے؟ اس کے مطابق ہی ہم چلیں گے اور دوسری بات کہ Friday کو میری چھٹی تھی، ڈپٹی سپیکر صاحب تو پہلے ہی عمرے پر گئے ہوئے تھے اور میں کسی ضروری کام کے وجہ سے لاہور میں تھا اور پینل آف چیئر مین شکور خان تھے، وہ خود جواب دیں اس بات کا، جی شکور خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی عنایت اللہ صاحب۔

جناب عنایت اللہ: جمعہ کے دن جب ہم آئے، ڈیڑھ بجے نماز تھی صدر کے اندر، میں ایک بجے گھر سے نکلا، اس Calculation کے ساتھ کہ صدر میں ڈیڑھ بجے نماز پڑھ کر سیدھا میں اسمبلی پہنچ جاؤں گا، ڈیڑھ بجے نماز ہوئی اور میں نے سنتیں بھی نہیں پڑھیں وہاں سے سیدھا نکلا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ میں اسمبلی پہنچ کر بزنس کے اندر حصہ لے سکوں گا۔ جب گیٹ پر ہم پہنچے تو گیٹ پر ان لوگوں نے ہمیں کہا، وہاں Instructions تھیں کہ ان کو بتائیں کہ اجلاس ختم ہو چکا ہے، آپ واپس چلے جائیں، یعنی یہ بات بڑی خطرناک ہے کہ آپ گیٹ پر ہی لوگوں کو Instructions issue کرتے ہیں کہ ممبران کو، اچھا جب ہم ادھر آئے تو یہاں بھی فوری طور پر سارے دروازے لاک تھے، .All doors were locked، ہم نے Enter ہونے کی کوشش کی، وہاں جو آپ کے ملازمین کھڑے تھے انہوں نے ہمیں کہا، But this is very humiliating and disgracing، انہوں نے ہمیں کہا کہ سر، یہ تو لاک ہیں، یہ لاک ہو چکے ہیں، فوری طور پر لاک ہو چکے ہیں، بھئی یہ کونسا مارشل لاء تھا کہ آپ نے اس روز یہ اسمبلی کے اندر Implement کر دیا کہ گیٹ پر آپ لوگوں کو کہتے ہیں کہ آپ مت آئیں، کیونکہ اسمبلی کا اجلاس ختم ہو چکا ہے اور آپ یہ دروازے لاک کریں؟

جناب منور خان: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: ان کا جواب تو سن لیں، جی منور خان صاحب۔

جناب منور خان: میں شکور خان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس دن یہاں اجلاس تھا، کیا یہ خود بھی موجود تھے، انہوں نے ایڈ جرن کیا تھا آٹھ تاریخ کو، یا کسی اور کے کہنے پر آپ نے وہ کیا ہے؟ تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: جی نگہت، نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ عنایت اللہ خان صاحب نے کہا، میں بھی جب پونے دو بجے اسمبلی گیٹ پر آئی تو مجھے بھی یہی کہا گیا کہ اجلاس ختم ہو چکا ہے، آپ واپس چلی جائیں، اسی طرح سب کو کہا ہو گا جو بھی لوگ آئے ہوں گے۔ اس کے بعد بہادر صاحب بھی موجود تھے، پھر ہمارے ثناء اللہ صاحب آئے اور ہم نے بیٹھ کر، ہم ان سیڑھیوں پر باہر بیٹھے ہوئے تھے اور دروازے Locked تھے۔ جناب سپیکر! ہمیں کوئی اندر نہیں چھوڑ رہا تھا، بات یہ ہے کہ جیسے ایک دن پہلے ہوا تھا، جناب سپیکر! ہم تو ہمیشہ گورنمنٹ کو شرمندگی سے بچانے کیلئے، ہماری یہ کوشش ہوتی ہے، ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کہیں یہ نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ اپوزیشن کی وجہ سے گورنمنٹ شرمندہ ہو رہی ہے، ہم تو آپ کو ٹائم دینا چاہتے ہیں، آپ کے رولز آف بزنس میں، اور آپ کے اس بزنس کو چلانا چاہتے ہیں، پہلے بھی ایک دفعہ یہ ہو چکا تھا کہ سترہ لوگوں پر پہلے بھی انہوں نے ایڈ جرن کیا تھا اور میں ان کے پاس گئی، ان سے ریکویسٹ کی اور پھر ہم نے اپنا بزنس چلایا، جب آپ آئے تو آپ نے اس کو آگے Continue کر دیا، جناب سپیکر! اس دن ایک بجکر بیس منٹ پہ اجلاس شروع ہوا اور یہ پہلے سے ایک سوچی سمجھی سکیم تھی کیونکہ وہاں سے کوئی بندہ اٹھا اور وہاں صرف دو لوگ تھے، وہ ٹریژری بینچز سے تھا، وہ اٹھا اور اس نے کہا کہ بھئی کورم پورا نہیں ہے اور اس کے بعد گھنٹیاں بھی نہیں بجائی گئیں، اس کے بعد انتظار بھی نہیں کیا گیا اور اس کے بعد ہم لوگوں نے باہر بیٹھ کر پونے دو بجے سے لیکر ڈھائی بجے تک انتظار کیا اور پھر ہم نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ سر! کیونکہ یہ اپوزیشن کا ریکوزیشن کردہ اجلاس ہے اور اس میں میں یہاں پر واضح کر دوں کہ اپوزیشن کے تمام لوگ آ رہے تھے اور باہر گیٹ سے کہا جا رہا تھا کہ آپ لوگ واپس جائیں کیونکہ اجلاس ملتوی ہو چکا ہے۔

جناب لطف الرحمان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ بھی یہی بات کر رہے ہیں یا اس کے علاوہ؟

جناب لطف الرحمان: چلیں، وہ جواب دے دیں۔

جناب فضل شکور خان: میں جواب دے دوں۔
جناب سپیکر: پھر آپ بعد میں کر لیں، پہلے وہ جواب دے دیں، فضل شکور صاحب! جواب دے دیں، جی فضل شکور صاحب۔
جناب فضل شکور خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ سپیکر صاحب۔ سر! اس طرح ہے کہ جمعہ کے دن، میڈم نے کہا کہ ایک بجکر بیس منٹ پر اجلاس شروع ہوا تھا، یہ ایک بجکر پینتیس منٹ اجلاس شروع ہوا تھا، (قطع کلامیاں) میں ریکویسٹ کرتا ہوں، میری عرض ذرا سن لیجیئے۔۔۔۔
Mr. .Speaker: Ji, Fazal Shakoor Khan, no cross talking.
جناب فضل شکور خان: سر! میں آپ سے مخاطب ہوں، جمعہ کے دن، یہ کہہ رہے ہیں، میں جواب دے رہا ہوں، اگر آپ سن لیں تو، آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔
جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں، پھر اس کے بعد۔
جناب فضل شکور خان: آپ میری بات سن لیں، آپ کو جمعہ کی نماز کا بھی جواب دے رہا ہوں، جمعہ سے ایک دن پہلے جب یہ اجلاس ختم ہوا، آپ نے یہاں پر اعلان کیا کہ ایک بجکر تیس منٹ پر جمعہ کے دن ہو گا، اس وقت آپ نے کیوں کھڑے ہو کر نہیں کہا کہ یار اس ٹائم کو چینج کیا جائے؟ اسی ہال میں آپ روزانہ اعلان کرتے ہیں، وہ ٹائم آپ ایک دن پہلے یا دو دن پہلے اناؤنس کر دیتے ہیں۔
جناب سپیکر: وہ تو روز ہی اناؤنس ہوتا ہے۔
جناب فضل شکور خان: وہ روز ہی اناؤنس ہوتا ہے، میں پچھلے جمعہ کی بات کر لوں، اس جمعہ کی بھی اور اس سے پچھلے جمعہ کی بھی، اس جمعہ کو جب آپ نے مجھے موقع دیا، جب میں یہاں پر سپیکر کی حیثیت سے بیٹھا ہوا تھا، میں نے ڈیڑھ بجے اجلاس شروع کیا اور پچھلی بار بھی میں نے ڈیڑھ بجے ہی اجلاس شروع کیا تھا، اب یہ کہا جا رہا ہے کہ گھنٹیاں نہیں بجائی گئیں، سر! آپ کے پاس ریکارڈ ہو گا، آپ ان کو سنوا دیجیئے گا کہ گھنٹیاں بجائی گئی تھیں کہ نہیں بجائی گئی تھیں؟ ایک بجکر پینتالیس منٹ پر اجلاس ہم نے ختم کیا تھا، بی بی! آپ میری بات سن لیجیئے، اس کے بعد آپ بات کیجیئے گا، تو ایک بجکر پینتالیس منٹ پر میں نے خود اجلاس ختم کیا، میں نے یہاں سے تقریباً اجلاس ختم کیا، جو گیٹ بند ہو گئے اس کا مجھے کوئی پتہ نہیں، میرا اس کے ساتھ کنسرن نہیں ہے، میں نے اجلاس ختم کیا ہے، سر! میں آپ کو بتا دوں، افسوس کی بات ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ میں خوشی سے بتا رہا ہوں، سر! یہاں پر صرف جس طرح میڈم نے کہا، تین بندے

تھے، تین بندوں میں اگر میں خود، اگر کوئی کورم کی نشاندہی نہ بھی کرتا تو خدا کی قسم میں اس کو ختم کرتا، تین بندوں میں کیا اجلاس چلاؤں گا، سر۔

جناب سپیکر: پورے ہاؤس کے اندر تین بندے تھے؟

جناب فضل شکور خان: پورے ہاؤس میں ایک میں تھا اور دو نیچے بیٹھے ہوئے تھے، وہ بھی حکومت والے بیٹھے ہوئے تھے، تو سر! میں نے آپ کو پوزیشن واضح کر دی۔

جناب سپیکر: اصل میں، جو دونوں طرف۔۔۔۔۔

جناب تاج محمد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی ترند صاحب! آپ اسی موضوع پر بات کر رہے ہیں، اسی پر بات کر رہے ہیں یا کچھ اور؟

جناب تاج محمد: سر! اسی پر شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز اراکین نے جو نکتہ اٹھایا ہے اور فضل شکور خان نے جو بات کی، میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ یہاں پر ہم صرف تین بندے تھے، اس کے علاوہ جب کورم کی نشاندہی کی گئی، باقاعدہ گھنٹیاں بجائی گئیں اور جب کوئی نہیں آیا، اس کے بعد تب انہوں نے اجلاس ملتوی کیا۔

جناب سپیکر: اچھا، میں ایک عرض کرتا ہوں، دیکھیں میں ایک عرض کرتا ہوں، میں سمجھ گیا، نلوٹھا صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں بات دونوں طرف سے درست ہے، (مداخلت) نلوٹھا صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں، بات دونوں طرف سے درست ہے، فضل شکور خان نے جیسا ہم کہتے ہیں کہ Adjourned till 1:30 tomorrow، انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا ہے، جیسا کہ خوشدل خان صاحب خود بھی کہہ رہے ہیں کہ وقت کی پابندی ہم وکیل بہت کرتے ہیں تو یہاں بھی ڈسپلن ہونا چاہیئے، تو یہ اس لحاظ سے ان کی بات صحیح ہے۔ دوسرا میں نے Investigate کر لیا ہے کہ پانچ منٹ گھنٹیاں بجائی گئی تھیں، وہ بھی ریکارڈ پہ ہے۔ تیسرا میں نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ تین ممبرز کے اس وقت رجسٹر ڈپہ دستخط تھے، باقیوں نے بعد میں آ کے زبردستی اس رجسٹر پر سائن کئے۔ دوسری بات، جو اپوزیشن والے کر رہے ہیں وہ بھی ٹھیک کر رہے ہیں، ہم اس ہاؤس کے سارے ممبرز ہیں اور ہمیں تھوڑا Compromise بھی کرنا چاہیئے، نماز کے فوراً بعد ڈیڑھ کا مطلب ڈیڑھ ہی نہیں ہوتا، آپ کے پوائنٹ آف ویو سے آپ نے بالکل ٹھیک کیا لیکن Otherwise میں جب کرتا ہوں تو میں چیک کرتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کی طرف سے کتنے ممبرز آ گئے ہیں، بیٹھے ہیں، دوسری طرف سے ٹریژری بینچز سے کتنے

آ گئے ہیں؟ تو پھر آدھا پونا گھنٹہ، کوئی ادھر راستے میں ہوتے ہیں، اور جو خاشدل خان صاحب ڈسپلن کی بات کررہے ہیں، اگر یہ ہو جائے تو Nothing like that، اور ہمیں Example بنانی چاہیئے، اگر آپ سارے Agree ہیں تو ایک ٹائم فکس کر دیتے ہیں، ڈیڑھ کے بجائے ہم دو بجے کہہ دیں گے، ہم ڈھائی بجے کہہ دیں گے لیکن پھر اس کا مطلب وہی ہوگا دوسرا نہیں ہوگا، تو پھر یہ ایشو بھی Raise نہیں ہوگا، تو جمعہ کے دن بہر کیف ڈیڑھ بجے میں تھوڑی Relaxation دینی چاہیئے کہ مختلف مساجد میں مختلف ٹائم پہ نماز ہوتی ہے لیکن ویو پوائنٹ دونوں کا ٹھیک ہے، لہذا آئندہ کیلئے اس کی احتیاط کرتے ہیں ان شاء اللہ۔ کال اٹینشنز، آپ بات کر لیں، جی لطف الرحمن صاحب! ان کا مائیک کھولیں جی۔

جناب لطف الرحمان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ پتہ نہیں ادھر ہمارا یہ ڈسک آپ کو نظر نہیں آتا، ہم آپ سے ٹائم مانگ رہے ہوتے ہیں اور آپ دے نہیں رہے ہوتے۔ جناب سپیکر! یہ جو معاملہ آپ نے چلایا وہ Understood سی بات ہے کہ گورنمنٹ کی یا اسمبلی کی نیت ہی نہیں تھی کہ اسمبلی کا اجلاس چلائے، تو یہ ایک ایسی بحث ہے اور اس کو اپوزیشن صرف پوائنٹ آؤٹ کر رہی ہے کہ یہ کچھ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں درانی صاحب کی بات کی طرف واپس جاتا ہوں جس پہ حکومت نے جواب دیا اور کریم خان صاحب نے جواب دیا اور یہ اہم بات ہے، جو فاٹا کے حوالے سے انہوں نے بات کی اور ان کے ملازمین کی بات کی ہے اور انہوں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا جواب دیا ہے، جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے سنجیدگی کا یہ حال ہے، آپ کے سامنے جتنے بھی آپ کے سینیئر لوگ ہیں، ایک بھی سیٹ پہ موجود نہیں ہے، گورنمنٹ کی طرف سے کونسا جواب آرہا ہے اور یہ اتنی اہم بات ہے، جناب سپیکر! اس وقت تو Merger کیلئے اتنی جلدی تھی کہ ایک دن میں اس کیلئے ترمیم کی گئی کہ Merger کا فیصلہ ہونا بہت ضروری ہے، اس وقت بھی ہم یہی پیٹ رہے تھے کہ اس کیلئے آپ تیاری کریں اور جب تک تیاری نہیں ہوگی تو Merger کا فیصلہ نہ کریں، تو اب جواب جو آرہا ہے وہ کم از کم جو سنجیدہ مسئلہ ہے، جس کا درانی صاحب نے ذکر کیا، جس کا سردار حسین بابک صاحب نے ذکر کیا، لیکن اس کا جواب ایسا آیا کہ اس سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہو سکا۔ تو مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی سنجیدگی سے جواب آنا چاہیئے، یہ جو حکومت کی نااہلیت ہے، اس کو چھپانے کی کوشش کیوں کی جارہی ہے؟ تو فاٹا کا اہم مسئلہ ہے اور Merger کا جو فیصلہ ہوا ہے، اس پہ جو عملدرآمد ہو رہا ہے تو لوگوں کو تحفظ تو دینا ہے اور جو روزگار کا مسئلہ ہے اس کو

تحفظ دینا ہے تو فاٹا کے لوگ تو ظاہر ہے آپ وہاں پہ جاتے ہیں، وہاں پہ آپ کیبنٹ میٹنگ کرتے ہیں تو صرف یہ دکھانے کیلئے کہ قبضہ جو ہمارا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: دیکھیں، اس کا منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔

<u>جناب لطف الرحمان</u>: نہیں، وہ جواب اپنے محکمے کی طرف سے دیا ہے جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں نہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ دیکھیں یہ بہت سارے ملازمین ہیں فاٹا کے، ان سب کو اب سول سیکرٹریٹ کے اندر شاید Absorb کرنے کے بارے میں وہ بات کر رہے تھے، مشکلات ہوں گی اس لئے انہوں نے سرپلس پول میں ڈالے تاکہ جہاں جہاں بھی ان کی گنجائش بنتی ہو پشاور کے اندر، ان کو ایڈجسٹ کیا جائے، وہ ان کو بیروزگار نہیں کر رہے لیکن اگر فرض کیا وہاں سے چار سو ملازم آ گئے ہیں اور اسی سیکرٹریٹ کے اندر ایک ایک چیئر کے اوپر دو دو بٹھانے ہیں تو شاید وہ اس لفظ کی نشاندہی کر رہے تھے تو جواب تو ان کا آ گیا۔

<u>جناب لطف الرحمان</u>: جناب سپیکر! یہی تو رونا رو رہے ہیں کہ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: باقی کوئی چیز چاہیے تو Question put کر لیں، اب میں آگے چلتا ہوں۔

<u>جناب لطف الرحمان</u>: جناب سپیکر! یہی تو رونا رو رہے ہیں کہ کوئی تیاری نہیں ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: ہم دوسری طرف نکل جاتے ہیں اور اصل ایجنڈا ہم چھوڑ ہی دیتے ہیں، اس میں اگر زیادہ ڈیٹیل چاہیے تو کوسچن لے آئیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

<u>Mr. Speaker</u>: Call attention notice number, Item No.5, Mr. Jamshed Khan, MPA, to move his call attention notice No. 296, in the House, Jamshed Khan Sahib.

<u>جناب جمشید خان</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! کال اٹنشن نمبر 296، میں وزیر برائے محکمہ سماجی بہبود کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ایس آر ایس پی جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ رجسٹرڈ این جی او ہے، تواتر کے ساتھ مختلف آسامیاں مشتہر کر کے ان پر صوبائی کوآرڈینیٹر من پسند افراد کو بھرتی کر دیتا ہے، اگر میرٹ پر عمل کرنا مقصود نہ ہو تو پھر مشتہر کرنے کی ضرورت کیا ہے، نیز اس ادارہ کی Human resource policy کی وضاحت بھی کی جائے۔

جناب سپیکر صاحب! په دې صوبه کښې مختلف این جی اوز کار کوی چې په هغې کښې ایس آر ایس پی هم یو این جی او ده او ظاهره ده چې دا ټول این جی اوز به د سوشل ویلفیئر ډیپارټمنټ سره دا به رجسټرډ وی۔ په اخبار کښې دوئ اشتهار ورکړی، اخبار کښې راشی خو دا انفارمیشن دے او دا ټهیک دے، دا زه فلور آف دی هاؤس باندې دا خبره کومه چې دا خلق من پسند هغه د خپلې مرضئی خلق اخلی، د میرټ نه ئے هټ کړ اخلی او پیسې هم پکښې اخلی او خاص کر د ایس آر ایس پی پراونشل کو آرډینیټر چې د هغه نوم زه اغستل نه غواړمه، هغه د خپلې مرضئ خلق اخلی او پیسې پکښې هم اخلی، زه دا غواړمه چې د دې این جی او څه ایچ آر پالیسی شته او که نشته؟ د دې آډټ کیږی او که نه کیږی؟ زه دا وضاحت غواړم خو زما خیال دے چې زمونږه په حکومتی بینچز باندې ذمه دار کس که نه وی نو بیا دا زما کال اټنشن چې دے دا تاسو Concerned Committee ته اولیږئ چې هلته کښې په ډیټیل کښې مونږه خبره اوکړو۔ مهربانی۔

Mr. Speaker: Honorable Adviser to Chief Minister, Karim Khan Sahib, responds please.

<u>جناب عبدالکریم (معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت)</u>: تهینک یو جناب سپیکرا! زمونږه محترم ورور جمشید خان چې کوم دغه کړے دے کال اټنشن، نو سوشل ویلفیئر سره دوئ وائی چې دا این جی او چې ده دا رجسټرډ ده یو خو دا سوشل ویلفیئر سره رجسټرډ نه ده، دا د کمپنی ایکس ایکټ لاندې په 1984ء سیکشن 40 لاندې رجسټرډ ده او 1210 نمبر ئے دے، نو څنګه چې جمشید خان وائی چې یعنی دا ګورنمنټ اشتهار کړے دے نو د کمپنی ایکټ لاندې هغوی دا اشتهار کړے دے او زه دا کولے شم چې جمشید خان او Concerned عملې له درخواست کولے شم چې هغوی راشی او دوئ کښنوؤ او چې د دوئ څه Grievances نو هغه متاؤ کړو او د ایچ آر خو داسې پوزیشن دے چې هغه ئے اشتهار څکه کوی چې کوم Capacity والا کسان د هغوئ پکار وی نو May be چې هغه په هغه ډسټرکټ کښې نه وی، هغه په بل ډسټرکټ کښې وی نو هغه ئے Hire کړی خو زه دیکښې که جمشید خان وائی نو زه دا Arrangement کولے شم چې د دوئ سره د هغوی Setting اوکړو۔

جناب سپیکر: جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: شکریه جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! منسټر صاحب خو بالکل جواب ورکړو، دا د سیکرټریټ هم ذمه داری جوړیږی او د ډیپارټمنټ هم ذمه داری جوړیږی چې یو ممبر موشن Submit کړی، ظاهره خبره ده د Legislation په حواله باندې چې کومه تصحیح اوشوه، دا ذمه داری د ډیپارټمنټ جوړیږی چې په Written form کښې په جواب کښې نه په Written form کښې چې کله مونږ موشن Submit کړو، پکار دا ده چې د هغې نشاندهی هم اوشی او د هغې Correction هم اوشی ځکه چې مدعا چې ده هغه د Mover چې ده دا معلومه ده، یوه۔ دویمه دا جناب سپیکر! د دې آرګنائزیشن په حواله یا باقی نیشنل چې کوم او ملکی زمونږ غیر سرکاری تنظیمونه دی، هغوی په حواله باندې ډیرې زیاتې خبرې کیدے شی خو د دې په حواله باندې به زه اووایم، دا په تیر حکومت کښې په پی ټی آئی په حکومت کښې چې دا تین سو پچاس ډیمونو والا خبره ده جناب سپیکر، دا خو په کهلاؤ توګه باندې په دې صوبه کښې د پی ټی آئی د ریجنل او پریزیډنټ ډسټرکټ Office bearers دی او هغوی ته هغوی ټهیکې ورکړې وی جناب سپیکر، نو پکار دا ده دا چې ځنګه دې جمشید خان د ایچ آر په حواله خبره او کړه، د ریکروټمنټ په حواله ئے خبره اوکړه، د هغې نه هلته زه خو به دا ریکویسټ کومه چونکه Mover جمشید خان دے خو ظاهره خبره ده دا اوس Public property ده، دا اوس کمیټئی ته راغله کمیټئی ته، دا ډیره زیاته ضروری چې دا موشن هلته لاړ شی او د دې تحقیقات اوشی، مونږ پخپله د دې خبرې ګواه یو ځکه چې دلته د مالاکنډ ډویژن به ډیر ممبران ناست وی او تقریباً تقریباً زما خیال دا دے چې هزاره ډویژن کښې هم چې دا کوم تین سو پچاس ډیمونه اعلان شوے وو او چې هغه ډیمونه څومره جوړشوی دی، هغه د پی ټی آئی عهدے دارانو ته چې کوم دے د دې آرګنائزیشن په Through باندې د هغوئ ته ملاؤ شوی دی۔

جناب سپیکر: کریم خان صاحب۔ جی عنایت صاحب۔

جناب عنایت اللہ: سپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی میں یہ بات کرنا چاہتا تھا، اسمبلی کے اندر ہمیں کہا جاتا ہے کہ Cabinet is collectively responsible، اور ہم اس اصول کو مانتے ہیں لیکن جب

آپ یہ اصول طے کریں گے کہ Cabinet is collectively responsible تو جو منسٹر ہمیں اسمبلی کے اندر جواب دے گا تو This is the privilege of the Assembly that he should come with the complete details and with the back ground knowledge، اپنے ڈیپارٹمنٹ کو اسے پوری طرح بریف کرنا چاہیئے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے جوابات کے اوپر وہ پوری طرح بریف نہیں ہوتے ہیں،اس لئے بہتر یہ رہے گا کہ ہر منسٹر اپنے محکمے کا جواب دے دے۔اب میں اس ایشو کے اوپر آتا ہوں، دیکھیں اس ایشو کے اوپر اس اسمبلی سے منور خان صاحب نے، Probably منور خان صاحب نے امنڈمنٹ Move کی تھی، گو کہ میں نے اس امنڈمنٹ کی مخالفت کی تھی لیکن وہ یہ تھی کہ جو بھی این جی اوز جتنے ڈسٹرکٹس کے اندر کام کرتی ہیں، جو ڈسٹرکٹ ڈیویلپمنٹ کمیٹی ہے، یہ کام وہاں سے Route ہو کر جائے گا، یہ امنڈمنٹ پاس ہو چکی ہے لیکن کسی کو بھی یہ پتہ نہیں ہے کہ این جی اوز اس کی پابند ہیں کہ ان کا جتنا بھی کام ہے وہ ڈسٹرکٹ ڈیویلپمنٹ کمیٹی سے Route ہو کے جائے گا، نمبر ایک۔ دوسری بات جناب سپیکر صاحب! یہ ہے کہ ایس آر ایس پی ہو یا دوسری آرگنائزیشنز، ان کی وجہ سے ہمارے کام تو رک جاتے ہیں، مثلاً میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں، اس وقت سی ڈی ایل ڈی ہمارا ایک پروگرام ہے، ملاکنڈ ڈویژن کے اندر چل رہا ہے، وہ پروگرام Extend ہوا ہے، صوابی میں بھی Extend ہوا ہے، ہری پور میں بھی Extend ہوا ہے، جناب سپیکر صاحب! وہ سی ڈی ایل ڈی کے اندر ایس آر ایس پی اور باقی آرگنائزیشنز کے درمیان گزشتہ ڈیڑھ سال سے جھگڑا چل رہا ہے کہ ایڈورٹائزمنٹ ہو جاتی ہے کیمونٹی آرگنائزیشنز کیلئے، جو Community component ہے وہ ایڈورٹائز ہو جاتا ہے، پراسیس کمپلیٹ ہو جاتا ہے، کوئی ایک پاور فل آرگنائزیشن ایس آر ایس پی کی طرح انٹر ہو جاتی ہے، وہ اس پراسیس کو Reverse کرتی ہے تو یہ مسئلہ بڑا Important ہے، سر! یہ بڑا Important مسئلہ ہے،اس پہ میں بابک صاحب کو سپورٹ کرتا ہوں، اس کی پوری تحقیقات کرنی چاہئیں اور یہ کمیٹی کو اس لئے جانا چاہیئے کہ ہم یہ بھی مانگیں کہ بھئی کس آرگنائزیشن کے اندر کس ضلع کے کتنے لوگ بھرتی ہوتے ہیں، یہ بھی ایک عنصر موجود ہے کہ یہاں سے جو بڑے لوگ Belong کرتے ہیں، زیادہ لوگ انہی کے لئے جاتے ہیں یا جس ڈسٹرکٹ کے اندر پراجیکٹ آپ لانچ کرتے ہیں، چاہیے تو یہ کہ اسی ڈسٹرکٹ سے زیادہ لوگوں کو ریکروٹ کریں لیکن اس میں بھی آپ یہ نہیں کرتے ہیں، یہ ساری چیزیں تفصیل چاہتی ہیں اور میرے خیال میں منسٹر صاحب کے پاس بیک گراؤنڈ نالج اس وقت نہیں ہے، تو اگر آپ اس کو کسی کمیٹی کے اندر ریفر کر دیں تاکہ جو موؤر ہے او باقی

ممبران ہیں، وہ بنیادی طور پر اس کے حوالے سے پوچھ سکیں اور یہ جو جتنی بھی میں نے چیزیں Mention کی ہیں، اس کے بارے میں ہم پوچھ سکیں، اس کی Implementation کا پوچھ سکیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: کریم خان صاحب!

<u>جناب عبدالکریم (معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت)</u>: جناب سپیکر صاحب! موؤر نے جو انفارمیشن مانگی ہے اس کے مطابق تو میرے پاس انفارمیشن ہے لیکن جو درمیان میں اور باتیں چلیں سی ڈی ایل ڈی کی، اور چونکہ ممبر صاحب اس کے منسٹر رہ چکے ہیں تو ان کو مجھ سے زیادہ پتہ ہے اور جہاں تک این جی اوز کی بات ہے تو ہمارے پاس تو چند ہی این جی اوز ہوں گی، جب این جی اوز زیادہ تھیں تو اس وقت تو ہماری حکومت نہیں تھی، تو چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ اس وقت Streamline ہو جاتا لیکن ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہر چیز کو Streamline کرنے کے پابند ہیں، تو میرے ساتھی دوست ہیں، اگر یہ چاہتے ہیں تو میں Agree ہوں جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت</u>: اگر یہ چاہتے ہیں کہ خواہ مخواہ یہ کمیٹی میں چلا جائے اور ایک منٹ، بات یہ ہے جی کہ دو ٹوٹل این جی اوز ایس آر ایس پی اور این آر ایس پی دو ہی ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: بس اس میں اور ڈیبیٹ کی گنجائش نہیں ہے، جی موؤر، جمشید خان صاحب۔

<u>جناب جمشید خان</u>: یرہ جی چې دا تاسو کمیټئی ته اولیږئ۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>جناب جمشید خان</u>: تاسو کمیټئی ته ئے اولیږئ جی، اس کو کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں پہ اس پہ بات کریں گے ان شاء اللہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: کریم خان صاحب! آپ Agree ہیں کمیٹی میں بھیجنے کیلئے؟

<u>معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت</u>: سر! بات یہ ہے کہ اس میں جو ہمیں Rules allow کرتے ہیں تو وہی کر سکتے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ وہ علیٰحدہ کمپنی ایکٹ کی Section 40 کے تحت کمپنی بنی ہے تو۔۔۔۔

(شور)

<u>Mr. Speaker:</u> The question before the House is the matter, moved by the honorable MPA, referred to the concerned Committee?

Those who are in favour it may say ‘Yes’. Those who are against it may say ‘No’

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it?

(Interruption)

جناب سپیکر: کاؤنٹ کرلیں، جو اس کے Favour میں ہیں اپنی سیٹس پر کھڑے ہو جائیں، جو حق میں ہیں کہ یہ کمیٹی کو ریفر ہو وہ اپنی سیٹس پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر جو اراکین تحریک کے حق میں تھے وہ اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: کاؤنٹ کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، جو No کہہ رہے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر جو اراکین تحریک کے حق میں نہیں تھے وہ اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

Mr. Speaker: The motion was defeated.

اس طرف 31 ہیں اور 18 اس طرف ہیں۔ بابک صاحب! اب نہیں نہیں، بہت ٹائم لگ رہا ہے۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب۔

Mr. .Speaker: No, please. Mr. Bahadar Khan Sahib, MPA, to move his call attention notice No. 309, in the House, Mr. Bahadar Khan Sahib, MPA.

جناب سردار حسین: ایک منٹ جی، ایک منٹ۔

جناب سپیکر: ساتھ ہی ہاؤس کا بزنس بھی چلائیں نا، بہادر خان صاحب ایم پی اے۔

جناب سردار حسین: جناب! یہ میری بات کے بعد کرلیں، یہ بڑی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! ہاؤس ایسے نہیں چلے گا جیسے آپ چلانا چاہتے ہیں، (قطع کلامی) نہیں، ویسے چلے گا جیسے میں چلاؤں گا، آپ مجھے اس طرح کی اور زیادہ ڈکٹیشن نہ دیں. بہادر خان صاحب, ایم پی اے، بہادر خان صاحب, ایم پی اے، (قطع کلامی) بس اس طرح چلے گا جیسے میں چلاؤں گا، یہ نہیں نا کہ آپ کا ایجنڈا ادھر ہی رہے اور آپ شروع ہو جائیں، آپ ہی پانچ لوگ تقریریں کرنے والے ہیں اور کوئی نہیں ہے ایوان کے اندر؟ ایسے نہیں ہو گا، مرضی ہے، اٹینڈ کرنا ہے تو کریں ورنہ میں ایڈجرن

کر دیتا ہوں، میں ایڈجرن کر دیتا ہوں۔بہادر خان صاحب! آپ نے کرنا ہے یا میں لیپس کروں، بہادر خان صاحب! آپ نے کرنا ہے یا میں لیپس کروں؟

جناب بہادر خان: نہیں، کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہ کریں، Lapsed۔

(شور)

جناب سپیکر: یہ کوئی بات ہے کہ ہر کوئی پوائنٹ پر کھڑا ہو جانا، نہیں۔

ترمیمی مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا یوتھ ویلفیئر انڈومنٹ فنڈ مجریہ 2019 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Introduction of the Khyber Pakhtunkhwa, Youth Welfare Endowment Fund (Amendment) Bill, 2019. The Minister for Sports, Kamran Khan, you will introduce, Kamran Khan, Special Assistant to Chief Minister, on behalf of Minister for Sports, to please introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Youth Welfare Endowment Fund (Amendment) Bill, 2019, in the House.

Mr. Kamran Khan Bangash (Special Assistant to Chief Minister): Thank you, honourable Mr. Speaker Sahib. I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Youth Welfare Endowment Fund (Amendment) Bill, 2019, in the House.

Mr. Speaker: The Bill stands introduced.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا یوتھ ڈویلپمنٹ کمیشن مجریہ 2019 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Special Assistant to Chief Minister, Mr. Kamran Khan, on behalf of Sports Minister, to please introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Youth Development Commission Bill, 2019, in the House.

Mr. Kamran Khan Bangash: Honourable Speaker, I wish to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Youth Development Commission Bill, 2019, in the House.

Mr. Speaker: The Bill stands introduced. Discussion on proposed Local Government System, allocation and release of funds in existing Local Government System, Akram Khan Durrani Sahib.

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب! آپ تو بڑے تحمل کے ساتھ یہاں پر اس ہاؤس کو چلا رہے ہیں، پتہ نہیں بہادر خان کو کیا ہوا؟ میرے خیال میں یہاں پر بابک صاحب بات کر رہے تھے تو پلیز اگر آپ اس کو موقع دے دیں، بہادر خان صاحب بات کر لیں گے، پھر میں شروع ہو جاؤں گا، ٹھیک ہے جی؟

جناب سپیکر: آ جائیں بہادر خان صاحب۔

جناب بہادر خان: شکریہ سپیکر صاحب۔

Mr. Speaker: Bahadar Khan Sahib, MPA, to move his call attention No. 309, in the House.

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب بہادر خان: توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 309، میں وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ مورخہ 30 مارچ 2019ء کو ای ڈی او مردانہ، دیر پائین نے بغیر کسی اشتہار کے گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول 'ثمر باغ' میں 'بہشتی' کی خالی پوسٹ پر عثمان نام کے لڑکے کا آرڈر کیا ہے، آرڈر نمبر 274749 ہے، اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر صاحب! مونږه بیا بیا دلته خبره کوؤ نو چونکه که دلته کمېټي که مونږ له څه Surety هم راکړی نو خدائے شته دے چې عمل پرې نه کوی، که مونږه هلته ورشو دلته چا منسټر له ورځو نو اول خو په دفتر کمېټي نه وی، دا حال ئے دے لکه دا نن چې دلته وی دغه شان حال ئے دے، زما قسم دے که مونږ په دې آته میاشتو کمېټي یو منسټر په دفتر کمېټي موندے وی او که بیا ورشو او چرته په لار کمېټي ئے اومومو نو وائی چې بین دے، نو کلاس فور زمونږه بهرتی کیږی، دا دوئ کړے دے، زمونږه د هیچا نه ئے تپوس نه دے کړے، د دې اسمبلۍ دا روایات دی، په 1993 ء کمېټي هم زه وومه، بیا په 99-1997 ء کمېټي هم زه وومه، د دې اسمبلی دا روایات دی چې کلاس فور د ایم پی اے په ایما باندې کیږی۔

جناب سپیکر: بہادر خان صاحب! گورنمنٹ سے جواب لیتے ہیں۔ جی کامران خان صاحب، جواب دیں۔

جناب کامران خان بنگش (معاون خصوصی برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): جناب سپیکر! معزز ایم پی اے نے بڑے Important issue کے اوپر نشاندہی کی ہے، یہ بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ 30 مارچ

2019ء کو Endorsement No.2747-49 پر ایک Hiring ہوئی ہے Usman son of Fateh Mal Khan, Village Samar Bagh کی، جناب سپیکر صاحب! اس ایوان کی انفارمیشن کیلئے اور اپنے نالج کیلئے کہ کسی بھی ڈسٹرکٹ میں جتنی بھی Appointments ہوتی ہیں، وہ Through District Selection Committee ہوتی ہیں اور اس پہ جو Hiring ہوئی ہے، اس میں بھی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہی انفارمیشن ہے کہ Proper procedure follow ہوا ہے، تو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہی ریسپانس ہے، اگر ایم پی اے صاحب Insist کرتے ہیں اور ایوان کی اجازت ہو تو کمیٹی کو Move کیا جا سکتا ہے اس کو۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، کامران صاحب! تشریف رکھیں، ایک منٹ، ایک منٹ، آپ سب کے علم میں ہے کہ کلاس فور کی Appointment کا کیا طریقہ کار ہے؟ وہ اشتہار Normally نہیں لگتا، Through employment exchange رجسٹریشن ہوتی ہے، پھر ڈیپارٹمنٹ لیٹر لکھتا ہے، جن اضلاع میں اگر Employment exchange کا دفتر نہیں ہے تو اس میں تو اشتہار لگتا ہے لیکن جہاں جہاں، اب تو جس ضلعے میں یہ آفس نہیں وہ دوسرے ڈسٹرکٹ کے ساتھ Attached کر دیا گیا ہے تو وہاں سے لسٹ آجاتی ہے اور پھر ڈیپارٹمنٹل کمیٹی جاتی ہے اور وہ پھر سلیکشن کرتی ہے، طریقہ کار تو یہ ہے۔ اب اگر یہ طریقہ Follow کیا گیا ہے، جیسا کہ کامران صاحب کہہ رہے ہیں تو پھر تو کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ جی درانی صاحب۔

جناب بہادر خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: آپ ان کے بعد بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب! آپ کے علم میں بھی ہے اور ہماری اس کمیٹی کے سربراہ بھی بیٹھے ہیں، لودھی صاحب، اگر یہ ذرا مجھے سن لیں، میرے خیال میں تین چار مرتبہ ہماری آپس میں بیٹھک ہوئی اور آخر میں فرمان جاری کیا میرے محترم لودھی صاحب نے، لودھی صاحب نے جو کلاس فور کیلئے فرمان جاری کیا ہماری کمیٹی میں، میں درخواست کروں گا کہ اسی بات کو ابھی اسمبلی کے فلور پر بھی کر لیں کیونکہ یہ اس وقت مسئلہ ختم نہیں ہوگا جب تک وہ بات ہم آپس میں میٹنگ میں کر لیتے ہیں، اس کے بعد میرے خیال میں ہمارے سردار خان کی بھی اس پر ایک تحریک التواء ہے یا کٹ موشن ہے، تو میرے خیال

میں اس کی وضاحت یا اپنی وہ بات جو ہمارے ساتھ ان کی ہوئی ہے، وہ کرلیں یا پھر یہ کریں کہ وہاں پر کوئی بات نہیں ہوئی ہے، پھر یہ ساری باتیں پورے صوبے میں چلی جائیں گی، (تالیاں) تو یہ ذرا لودھی صاحب بات کرلیں۔

Mr. Speaker: Ji hounorable Minister for Food, Lodhi Sahib, Qulandar Khan Lodhi Sahib.

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ بالکل جو بات ہے آپ کو پتہ ہے جی، آپ بھی اس ہاؤس میں ممبر رہے ہیں پچھلی دو دہائیوں سے اور درانی صاحب بھی چیف منسٹر رہے ہیں اور باقی میرے سارے سینیئر ممبران اس طرف بھی بیٹھے ہیں اور میرے اس طرف بھی دوست بیٹھے ہیں، یہ اب سے نہیں ہے، پچھلے درانی صاحب کے وقت سے بھی اور ہوتی صاحب کے وقت سے بھی، خٹک صاحب کے وقت سے بھی اور اب بھی وہی طریقہ ہے کہ جو بھی ایم پی اے اس حلقے کا ہوتا ہے، اس میں اس کا Say ہوتا ہے کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ کون زیادہ (تالیاں) مناسب ہے، غربت کے لحاظ سے، نزدیک ہونے کے لحاظ سے یا کون کتنا زیادہ Deserve کرتا ہے, تو اس لئے یہ Unofficially announcement ہے کہ وہ اس کی Domain ہوتی ہے اور اس کو Own کیا جاتا ہے اور یہی ان کے ساتھ ہماری کمٹمنٹ بھی ہے اور اسی پر ہم، لیکن یہاں جیسے آپ نے کہا، پھر بھی اس کا جو طریقہ کار ہے وہ وہی ہے، ایمپلائمنٹ ایکسچینج سے لسٹیں منگوائی جائیں گی، وہاں سے لسٹیں ضرور منگوائی جاتی ہیں کیونکہ اس پراسیس کو بھی Follow کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آپ اس مسئلے کو حل کرلیں، ان کو بھی بلائیں، ڈی ای او کو بھی بلائیں اور اس ایشو کو Resolve کریں۔

وزیر خوراک: ٹھیک ہے، میں کرلونگا۔

قائد حزب اختلاف: جناب! یہ-----

جناب سپیکر: میرے خیال میں کچھ چیزیں فلور پر کرنے کی ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتی ہیں، یہ خوشدل خان مجھ سے Agree کریں گے کہ ہر چیز فلور پر کہنے کی نہیں ہوتی۔

قائد حزب اختلاف: نہیں ہوتی ہیں لیکن لودھی صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے فلور پر بات کی ہے، ابھی لودھی صاحب کی جو بات ہے اس پر عمل کیا جائے، لودھی صاحب نے وہی بات کی کہ جس طریقہ کار پر ہم Agree ہیں، صوبے کی طرف سے ایک ڈپٹی سیکرٹری جاتا ہے، وہاں سے جو بھی

متعلقہ پرنسپل ہوتا ہے یا ڈی ای او ہوتا ہے وہ ہوتے ہیں، ہمارا اس پالیسی سے کسی جگہ پر بھی انکار نہیں ہے لیکن وہ پالیسی جو ایم پی اے کی Recommendation پہ ہوتی ہیں پھر اس کو اپنایا جاتا ہے، ہم پالیسی کو بھی، جس طرح کامران صاحب بتا رہے ہیں وہ پالیسی ضرور اپنائی جائے۔ اس کے علاوہ تو کوئی طریقہ کار نہیں ہے لیکن آپس میں جو گورنمنٹ کی اور اپوزیشن کی کمٹمنٹ ہے اور جس طرح ابھی لودھی صاحب نے آپ کے سامنے اظہار کیا، مہربانی کریں کہ یہ پورے صوبے میں جتنے بھی ڈیپارٹمنٹ ہیں، ان کو بتائیں کہ وہاں پر کلاس فور کی جو نوکری ہے وہ متعلقہ ایم پی اے کی Recommendation پر ہو، وہ اندھا آدمی نہیں دے گا، لنگڑا نہیں دے گا، صحیح طریقے سے بڑا ٹھیک ٹھاک نوجوان آدمی دے گا Age کے لحاظ سے بھی، تو اس مسئلے کو اب آپ نے بھی حل کرنا ہے تاکہ یہ مسئلہ دوبارہ اس ایوان میں نہ آئے۔

Mr. Speaker: Okay, thank you. Sardar Yousaf Zaman Sahib, MPA, to move his call attention notice No. 306, in the House. He is on leave, so it is lapsed.

موجودہ بلدیاتی نظام میں فنڈز مختص کرنے پر بحث

Mr. Speaker: Discussion on local bodies.

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب! آپ کا شکریہ۔ جس طرح کہ آپ کو معلوم ہے لوکل باڈیز جو ہیں، یہ ایک پہلا پہیہ ہیں جمہوریت میں، جہاں سے نئے لوگ نکلتے ہیں اور پھر وہ صوبائی اسمبلی میں بھی آتے ہیں اور وہ پھر قومی اسمبلی میں بھی جاتے ہیں لیکن یہاں پر جو میں دیکھ رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اس کو اس طرح کا وزن نہیں دے رہی ہے، آج تو یہ ہونا چاہیئے تھا، چونکہ اس پر آج بحث ہے اور ہمارے شہرام خان ترکئی جو لوکل گورنمنٹ کے منسٹر ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ملک سے باہر ہیں اور انہوں نے کہا بھی تھا کہ اس کو آج ڈراپ کر لیں لیکن ہمارے پاس دوسرا آئٹم کوئی نہیں تھا۔

قائد حزب اختلاف: ملک سے باہر ہیں تو ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: وہ کل شام کو واپس آئیں گے۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے جی، کوئی مسئلہ نہیں، اگر ملک سے باہر ہیں تو ایک مجبوری ہے۔

جناب سپیکر: ملک سے باہر ہیں۔

قائد حزب اختلاف: مجبوری ہے جناب، جس طرح میں نے کہا ہے کہ انتہائی اہمیت کی ہے اور ہم پراونشل اسمبلی کے اور قومی اسمبلی کے اکثر جو ایم این ایز ہوتے ہیں، ان کی مجبوری یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان کے پاس

آتے ہیں کہ ہمارے لئے نالی بنادیں، مجھے ایک سٹریٹ کیلئے پیسے دے دیں، مجھے پانی کا نلکا لگادیں۔ اگر واقعی ہم اس سسٹم کو صحیح طور پر چلائیں اور جس بنیاد پر یہ بنا ہے، اگر اس پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں بہت سا بوجھ ایم پی ایز سے بھی ہلکا ہو جائے گا، ایم این اے سے بھی ہلکا ہو جائے گا اور جو چھوٹے چھوٹے کام ہیں، یہ وہاں پر لوکل باڈیز کے لوگ خود حل کریں گے۔ ابھی ہماری یہ موجودہ حکومت اور جو گزشتہ پانچ سال پہلے گزری ہے، یہ پنجاب میں بھی جاتی ہے، سندھ میں بھی جاتی ہے، بلوچستان میں بھی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم نے پر یہاں کے پی میں بلدیاتی نظام بنایا ہے، ہم نے اتنا تیر مارا ہے کہ اس سے کوئی آگے سسٹم ہے ہی نہیں، اور حال یہ ہے کہ ایک ہفتہ پہلے پشاور کے جتنے بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حکومتی اور اپوزیشن ممبر تھے، یہاں پر اسمبلی کے باہر آئے تھے اور میرے خیال میں قمیضیں نکال کر کہہ رہے تھے کہ ہمیں کوئی۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جن آنریبل ممبرز نے اس ایشو پر بات کرنی ہے، دونوں سائیڈ سے مجھے نام بھیج دیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> اور یہاں پر پشاور جو ہمارا دارالخلافہ ہے، اس کے ڈسٹرکٹ ممبرز، اپوزیشن اور گورنمنٹ کے، اسمبلی کے باہر آتے ہیں کہ ہمیں نہ تو فنڈ مل رہا ہے اور نہ ہی ہمیں وہ اختیار جو بتایا گیا ہے وہ دیا جا رہا ہے اور یقین جانیں کہ ابھی بھی وہاں پر اصل اختیار کا جو مالک ہے، وہ ڈپٹی کمشنر ہے، ورنہ تو وہ ضلع ناظم کا سیکرٹری بنتا ہے لیکن یہاں فنڈز اس وقت تک ریلیز نہیں ہوتے جب تک ڈپٹی کمشنر کی مرضی نہیں ہوتی، وہاں پر میٹنگ آپ بلا بھی لیں۔ میرے خیال میں ہر ایک ضلع میں اخبارات میں بات آتی ہے کہ وہاں پر ڈسٹرکٹ کے جو ممبرز ہیں وہ احتجاج کر رہے ہیں، ان کو فنڈز نہیں مل رہے ہیں، ان کا جو اعزازیہ ہے، ویلیج کونسلرز کا جو اعزازیہ ہے، وہ نہیں دیا جا رہا ہے اور ابھی فنڈ کی جو کٹوتی ہوئی ہے، اس کا بھی اگر ہمیں بتا دیا جائے کہ ضلع میں کتنا فنڈ ہم دیتے ہیں؟ اور ابھی اس کے تین چار مہینے رہتے ہیں، اس کی معیاد، اس کا ٹائم بھی تقریباً پورا ہو رہا ہے لیکن ابھی بھی اس سال کے جو فنڈز ہیں وہ ان کو ملے نہیں ہیں اور پچھلے سال کے فنڈز بھی ان کو نہیں ملے، لہذا یہ بات یہاں پر نہ کی جائے کہ ہم نے بڑا اچھا نظام بنایا ہے، ہم اسے دوسرے صوبوں میں بھی لائیں گے، ابھی یہ ایک سال چل پڑا، پانچ سال یا چار سال چل پڑا تھا، ابھی دوبارہ اس میں کوئی نئی چیزیں لائی جا رہی ہیں، کبھی ہم سنتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ کا جو ممبر ہے اور ڈسٹرکٹ کونسل کا جو چیئرمین ہے، اس عہدے کو ہم ختم کر رہے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم تحصیل کا جو ناظم ہے اس کا الیکشن براہ راست کریں گے لیکن جناب سپیکر صاحب، جو گزشتہ چار سال کا تجربہ رہا اور اتنی زیادہ پورے ملک میں اس

پر ایک اشتہاری مہم چلائی جارہی ہے، تو آیا یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ یہاں پر انہوں نے ایک ٹھیک نظام لایا تھا؟ ابھی جو نظام انہوں نے خود لایا ہے اسی نظام کو ابھی دوبارہ تبدیل کر رہے ہیں، تو صاف بات یہ ہے کہ ان کا یہ نظام ٹھیک نہیں تھا اور اس نظام میں کمزوریاں ہیں، اور ابھی دوبارہ اگر اس میں تبدیلیاں کرواتے ہیں تو سب سے پہلے طریقہ کار ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب، حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، آدمی کبھی اپوزیشن میں ہوتا ہے کبھی گورنمنٹ میں، اس نظام کے بنانے میں اگر وہ اپوزیشن کو بھی شامل کرتے، یہ تو یہاں سے کچھ لیکر اور پھر وہاں پر بلدیاتی نظام بھی وزیر اعظم صاحب کے قدموں میں رکھ دیتے ہیں، یہاں سے شہرام خان اور ان کی پوری ٹیم صبح چلی جاتی ہے اور پھر وہیں سے اس میں تبدیلیاں بھی لاتے ہیں۔ تو بڑے ادب کے ساتھ، اگر اس نظام میں چار سال کے بعد ہم مجموعی طور پر تبدیلیاں لے آئیں تو جو ایک سسٹم چل پڑا تھا وہ بھی پھر نہیں چلے گا۔ تو ابھی میں تو صرف اتنا ہی کہونگا کہ میرے خیال میں گورنمنٹ صرف برائے نام یہ کہتی ہے ورنہ پھر آپ ایک رپورٹ منگوائیں، ہر ایک ضلع کے ناظم کو لکھیں کہ چار سال میں آپ کو کیا اختیار تھا، ناظم آپ تھے یا آپ کا ڈپٹی کمشنر تھا؟ یا وہاں پر ویلج کے جو ناظمین ہیں اور وہاں پر ریکارڈ میں جو فنڈز ہیں وہ ملے ہیں؟ تو جناب! یہ انتہائی اہم بات ہے، ہم گورنمنٹ سے یہی التجاء کرتے ہیں، درخواست کرتے ہیں کہ اس میں اپوزیشن کو اعتماد میں لیں۔ جب آپ اس کو بعد میں لائیں گے تو وقت بھی کم ہے، ایک تو عام بات ہم سن رہے ہیں کہ لوکل باڈیز کے الیکشنز نہیں ہو رہے اور حکومت ابھی ایک سال اس کو توسیع دے رہی ہے، سچ ہے یا نہیں ہے لیکن ایک ابہام ہے۔ یہ بھی اس اسمبلی کے فلور پر آج گورنمنٹ ہمیں بتادے کہ ہم بروقت الیکشنز کروا رہے ہیں، اس میں کسی ایک دن کا بھی فرق نہیں ہوگا، تو لوگ پھر الیکشن کی تیاری میں لگ جائیں گے ورنہ اگر یہاں افواہ یہ ہے کہ مزید ایک سال اسی کو توسیع دیتے ہیں، ابھی تک یہ نظام بنا نہیں ہے یا اس پر ٹائم لگے گا تو یہ کچھ وضاحتیں جو میں نے مانگی ہیں، یہاں پر میرے خیال میں شوکت یوسفزئی صاحب نوٹ کر رہے ہیں، یا کوئی بھی گورنمنٹ کا منسٹر ہو، وہ ذرا یہ ایک کلیئر جواب دے دیں کہ الیکشنز بروقت ہوں گے، آیا جو ڈسٹرکٹس کے ممبرز ہیں اور جو ڈسٹرکٹ کونسل ہے اس کو ختم کرا رہے ہیں، وہاں پر ویلج میں جو کونسلرز ہیں ان کی تعداد کم کر رہے ہیں؟ ہمیں تھوڑا سا ایک صحیح تفصیلی جواب دے دیں۔ چونکہ یہاں پر میڈیا پھر اس چیز کو لے کے، اور اسی نظام پر سیاسی پارٹیاں وہاں پر اپنے لوگوں کا انتخاب کریں گی۔ اگر ڈائریکٹ الیکشن ہے تو پھر آدمی سوچے گا کہ میں کونسا آدمی ڈائریکٹ الیکشن کیلئے کھڑا کروں، اس پر ابھی سے کام کروں، ویلج میں کونسلرز کو کم کرتے ہیں تو کتنے کونسلرز کو ہم

لائیں، وہ اختیارات بھی ہمیں بتادیں اور ذرا پوری وضاحت کے ساتھ اپوزیشن کو پوری صورتحال سے آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: تھینک یو۔ایک تحریک استحقاق لے لیتے ہیں، پھر بابک صاحب، آپ بات کرلیں، آنریبل ممبر حاجی فضل الہیٰ خان صاحب، تحریک استحقاق۔

ایک رکن: حکومتی ممبر کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے؟

جناب سپیکر: استحقاق تو کسی کا بھی مجروح ہو سکتا ہے اور آج کل ٹریژری بینچز کے زیادہ استحقاق مجروح ہو رہے ہیں۔

جناب فضل الہیٰ: شکریہ جناب سپیکر۔جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہونگا اور وہ یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: پہلے رولز ریلیکس کریں، ہاں، اس میں رولز ریلیکس کرنے کی ضرورت نہیں ہے، پیش کریں جی، پیش کریں۔

جناب فضل الہیٰ: پاکستان تحریک انصاف کی حکومت پچھلے دور میں بھی رہی، اس میں بھی جو تجاوزات کے خلاف ہم نے آپریشنز کئے ہیں اور آج۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ تحریک استحقاق پڑھ لیں، پھر بات کرلیں۔

جناب فضل الہی: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: تاکہ وہ ریکارڈ پر آجائے۔

جناب فضل الہی: اس معاملے میں آج مورخہ 8اپریل 2019ء کو رحمان بابا قبرستان پر حکومتی اہلکاروں نے اپنی کرپشن چھپانے کیلئے انتقال شدہ زمینوں پر جو کہ 1895ء کے انتقالات ہیں اور وہ ہمارے آباؤاجداد کی انتقال شدہ زمین ہے، وہاں پر دو چار گاؤں کے ہزاروں لوگ جمع تھے اور اوقاف کے تمام افسران ادھر آئے تھے اور وہاں پر جو لوگ تھے ان کے پاس اپنے نقشہ جات، اپنی ڈاکیومنٹس، 1895ء کے انتقالات بھی ان کے پاس تھے اور یہاں پر یہ بھی درست ہے کہ امن وامان کا مسئلہ بھی پیدا ہوا، اوّل دن سے میں نے ان کو تحریری طور پر آگاہ کیا، میں نے Written دے دیا تھا کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور جو آپ نے پہلے نوٹسز دیئے ہیں وہ بھی آپ نے Withdraw کئے ہیں تو باوجود اس کے کہ اس مسئلے پر عدالتی حکم امتناعی

بھی موجود ہے اور میری ذاتی طور پر کوشش تھی کہ امن وامان کا مسئلہ بھی پیدا نہ ہو، انہوں نے سنجیدگی سے غور نہ کیا اور وہاں پر ہزاروں لوگ جن کو میں نے یقین دہانی بھی کرائی تھی لیکن آپریشن شروع کر دیا گیا، جس پر میں نے منع کیا تھا کہ یہ انتقال شدہ زمین ہے، وہ نہ مانے، جس پر میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس ایوان کا مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے اور سیکرٹری اوقاف کو بلایا جائے تاکہ آئندہ اس طرح کا کام نہ کرے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، یہ رحمان بابا اور اخون درویز بابا کا جو قبرستان ہے، یہ ایک اہم ایشو ہے اور یہ ہزاروں ایکڑ پر ہے، جناب سپیکر! وہاں پر اوقاف ڈیپارٹمنٹ نے گزشتہ ادوار میں بڑے بڑے پلازے بنائے ہیں، جناب سپیکر! ان کو میں نے اپنے پیڈ پر سیکرٹری صاحب کو ادھر بٹھا کر ان کو اپنے پیڈ پر Written بھی دیا کہ آپ براہ کرم جو Actual map ہے رحمان بابا و اخوند رویزہ بابا قبرستان کا، وہ لائیں اور ہمیں دکھادیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: فضل الہیٰ صاحب! آپ کی بات سامنے آگئی ہے، اس کو Properly admit کروائیں اور پھر اگلی کسی ڈیٹ پر لے آئیں تاکہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اس پوزیشن میں ہو کہ اس کا جواب دے سکے۔ چونکہ Abruptly اس طرح کی کسی تحریک استحقاق کا جواب دینا کسی بھی منسٹر کیلئے مشکل ہوگا، آپ کا Point of view آگیا ہے، ہم اس کو ایڈمٹ کرتے ہیں اور اگلی کسی ڈیٹ پر ایجنڈے پر لے آئیں گے، پھر آپ اس پر کر لیں۔

<u>جناب فضل الہیٰ</u>: تھینک یو سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر</u>: بابک صاحب۔

<u>جناب سردار حسین</u>: شکریہ جناب سپیکر! میں پوائنٹ سے پہلے، ہماری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے اور توقع رہی ہے کہ آپ ہمیں موقع دیں گے اور آپ دے بھی رہے ہیں اور جناب سپیکر! ہمارا یہاں پر بار بار اٹھنا کبھی بھی غیر ضروری نہیں ہوتا اور میں جب بار بار اٹھنے کیلئے Insist کر رہا تھا تو میں تو یہی پوائنٹ Raise کرنا چاہ رہا تھا جناب سپیکر! کہ ہم نے دیکھا کہ ہمارے جو موجودہ وزیر اعظم صاحب ہیں وہ Whistleblower law جو ہے، یہ قانون اسی اسمبلی نے بنایا اور سارے ملک میں وہ اس چیز کا کریڈٹ لیتے رہے ہیں اور جناب سپیکر! آپ کو بخوبی اندازہ ہے کہ Whistleblower law جو ہے اس میں ہے کہ جو کرپشن کی نشاندہی کریں گے، 30 پرسنٹ نشاندہی کرنے والے کو ملیں گے جناب سپیکر! اور پھر

جب سے پی ٹی آئی بنی ہے، کرپشن کے خلاف ہے، احتساب کے حق میں ہے تو یہ چیز بڑی عجیب لگتی ہے کہ جب بھی کوئی ممبر کسی بھی طرح سے، کسی بھی شعبے میں کرپشن کی نشاندہی کرتا ہے تو پی ٹی آئی کے ممبران اپنی عددی اکثریت کو جواز بنا کر اس کی مخالفت کرتے ہیں، میرے خیال میں یہ ان کی اصولی سیاست کے خلاف ہے، تو میں یہ بات جناب سپیکر! بتانا چاہ رہا تھا کہ پھر خوف کس بات کا ہے؟ جب آپ لوگوں نے کمیٹیاں بنائی ہیں اور کمیٹی میں اگر ایک ایشو چلا جاتا ہے، خدا نخواستہ اگر موور کی Plea غلط ثابت ہوتی ہے تو حکومت کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟ لیکن یہ مخالفت کرنا، یہ قول و فعل میں ایک کھلا تضاد ہے جو سامنے آ رہا ہے اور میں اسی چیز کی نشاندہی کرنا چاہ رہا تھا۔ جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ آج پوائنٹ ہے مجوزہ بلدیاتی نظام کا، یہاں پر منسٹر بیٹھے ہیں، جناب سپیکر! یہ Must ہونا چاہیئے تھا کہ جو نیا بلدیاتی نظام حکومت لا رہی ہے، اس کی کاپی یہاں پر ہونی چاہیئے تھی۔ اگر وزیر صاحب مجھے یہ جواب دینا چاہ رہے ہیں کہ جو مجوزہ بلدیاتی نظام ہے وہ ڈرافٹ ابھی فائنل نہیں ہے تو اس سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ حکومت نے اپنی Proposals جو ہیں وہ فائنل کر دی ہیں، اگر فائنل نہیں بھی کی ہیں تو حکومت کی جو Proposals ہیں اس کی کاپی ضرور آج تمام ممبران کو ملنی چاہیئے تھی۔ جناب سپیکر! ہم نے دیکھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں، 2013ء کے منسٹر لوکل گورنمنٹ، The then Local Government Minister یہاں پر بیٹھے ہیں، جب یہ قانون بن رہا تھا تو ہم اسی ٹائم سے یہ بھی سن رہے تھے کہ پی ٹی آئی کی حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے جناب سپیکر! کہ انہوں نے بلدیاتی انتخابات کرائے لیکن ایسا نہیں ہے، سپریم کورٹ آف پاکستان نے سوموٹو ایکشن لیا تھا، جناب سپیکر! درانی صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، سوموٹو ایکشن کی وجہ سے ہمارے صوبے میں بھی، پنجاب میں بھی اور سندھ میں بھی اور بلوچستان میں بھی مجبوراً انتخابات کرائے، جب پچھلی حکومت میں بلدیاتی نظام کا ڈرافٹ تیار ہو رہا تھا تو یہ لوگ حسب عادت، حسب روایت سولو فلائیٹ کے عادی ہیں، ہم نے مجبور کیا اور یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی میں چلا گیا جناب سپیکر! اس نظام میں یہ لوگ یہ چیز متعارف کرانا چاہ رہے تھے کہ یونین کونسل کے بجائے ہم جا کے نیچے نیبر ہوڈ اور ویلج کونسلوں پہ جانا چاہ رہے ہیں، سیکنڈ جناب سپیکر! یعنی اوپر کی سطح کا جو انتخاب ہو گا وہ جماعتی ہو گا اور نیچے کی سطح کا جو انتخاب ہو گا وہ غیر جماعتی ہو گا جناب سپیکر! تھرڈ، 30 پرسنٹ جو فنڈ ہو گا ہم نے یہاں پہ لیجسلیشن کی ہے، یہ جو فنڈ ہے، جو مالی اختیارات ہیں 30 پرسنٹ فنڈز کیلئے ان کا دعویٰ رہا کہ پچھلے پانچ سالوں میں ہم نے یہ اختیارات مالی طور پہ نیچے منتقل کئے، جناب سپیکر! منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، اس صوبے میں یہ نظام چار

سال چلا، جناب سپیکر! جو نظام بنا تھا وہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر تھا، نیچے غیر جماعتی، اوپر جماعتی لیول پر، مالی طور پر اختیارات، میں چیلنج کرتا ہوں اور شاید آج کوئی منسٹر تیاری کر کے آیا ہو، پچھلے چار بجٹ میں ایک بجٹ بھی ایسا نہیں تھا جس میں 15 پرسنٹ سے زائد فنڈز یا جو مالی اختیارات ہیں وہ انہوں نے نچلی سطح پر منتقل کئے ہوں، میں چیلنج کرتا ہوں، مجھے اس چیلنج کا جواب بھی چاہیئے اور اس کے ثبوت بھی چاہئیں۔ جناب سپیکر! کلاس فور کی Appointment تو دور کی بات ہے، کلاس فور کو ٹرانسفر کرنے کا بھی اختیار نیچے نہیں دیا گیا لیکن بڑے دھڑلے سے، آج تک موجودہ وزیر اعظم خوشاب میں جاتے ہیں، اٹک میں جاتے ہیں، لاہور میں جاتے ہیں، کراچی میں جاتے ہیں، جدھر بھی جاتے ہیں تو لوگوں کو Invite کرتے ہیں کہ آ جائیں پختونخوا کا بلدیاتی نظام دیکھیں، پختونخوا میں جو اختیارات ہم نے دیئے ہیں وہ اختیارات دیکھیں، جو انتظامی اختیارات ہم نے دیئے ہیں وہ اختیارات دیکھیں اور بڑے دھڑلے سے، جناب سپیکر! جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، جھوٹ کی بھی کوئی انتہاء ہوتی ہے اور جو لیڈر ہوتا ہے، جو وزیر اعظم ہوتا ہے اس بات سے کوئی اختلاف کرے یا کوئی اتفاق کرے، ان کے ہزاروں کی تعداد میں، لاکھوں کی تعداد میں فینز ہوتے ہیں، ووٹرز ہوتے ہیں، ان کے مداح ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک بلدیاتی نظام جو انہوں نے بنایا، عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے میرا اختلافی نوٹ ریکارڈ پر موجود ہے، لگ بھگ بیس ترامیم انہوں نے اس میں کی ہیں، جناب سپیکر! جب ہم یہ مشورہ دیتے ہیں، جب ہم اس چیز پہ Insist کرتے ہیں کہ جو بھی قانون بننے جا رہا ہوتا ہے Collective wisdom کے ساتھ اسمبلی میں Threadbare debate اور ڈسکشن کے ساتھ تمام سٹیک ہولڈر کی سفارشات لے کر بننا چاہیئے جناب سپیکر! تاکہ اتنی جلدی اس میں ترامیم کی گنجائش نہ رہے، اگرچہ گنجائش رہتی ہے لیکن اتنی جلدی ترامیم آنے کی وجوہات اور وجہ صرف یہی ہے کہ سولو فلائیٹ کر رہے ہیں۔ ابھی ہم اخبارات میں دیکھ رہے ہیں جناب سپیکر! یہ تو آپ کو بخوبی اندازہ ہے کہ آئین پاکستان میں مرکزی حکومت، صوبائی حکومت اور مقامی حکومت، یہ آئینی تقاضا ہے، آئینی ضرورت ہے جناب سپیکر! اب ہم سن رہے ہیں کہ جو تبدیلی سرکار کے جو ہمارے ساتھی ہیں، ایک نیا بلدیاتی نظام لا رہے ہیں، جس میں ڈسٹرکٹ کا جو Tier ہے اس کو Skip کر دیا ہے، تحصیل کونسل یا تحصیل کی حکومت یا نچلی سطح پہ ویلج کونسل اور جناب سپیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو صوبہ خیبر پختونخوا، جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو صوبہ پنجاب، جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو صوبہ سندھ اور جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو

صوبہ بلوچستان، لیکن جب ہم ضلعی حکومت کی بات کریں گے تو ضلع شانگلہ نہیں ہوگا اور تحصیل مارتوم کی حکومت ہوگی، جب ہم ضلعی حکومت کی بات کریں گے تو ضلع ایبٹ آباد نہیں ہوگا اور تحصیل ایبٹ آباد کی بات ہوگی، تو جناب سپیکر! یہ کس طرح کا نظام ہوگا؟ اور جب ان لوگوں نے یہ ڈرافٹ بنایا ہے تو یہ چھپاتے کیوں ہیں؟ ان کو لانا چاہیئے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ان کی نیتوں پر شک ہے، ہم ان کی نیتوں پہ شک تو نہیں کرتے ہیں لیکن ان کے طریقہ کار سے ہمیشہ ہمارا اختلاف رہا ہے، اب بھی ان کو لانا چاہیئے، جس طرح درانی صاحب نے کہا کہ اپوزیشن کو بٹھانا چاہیئے، جتنے ناظمین ہیں اور فنڈز کے حوالے سے تو جناب سپیکر! ضرور ان کو، اس حکومت نے اپنے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کی ہے، پھر یہ ہمیں بتائیں کہ تبدیلی سرکار کے پاس وہ کونسا اختیار تھا، جنہوں نے اسے نیچے منتقل کیا، ذرا ایک اختیار تو ہمیں بتائیں، یہ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ڈکٹیٹر کے زمانے میں جو بلدیاتی نظام ہوا کرتا تھا، نیچے یونین کونسل میں ممبران ہوتے تھے وہ گلیاں پختہ کرتے تھے، وہ ہینڈ پمپ لگاتے تھے، وہ کبھی چاردیواری بناتے تھے، واش روم بناتے تھے، یہ تو ایک زمانے سے چلا آرہا ہے، لہذا ایک تو نئے نظام میں ہم نے یہ بھی سنا ہے اور ہم چونکہ اسی لئے اپنی سنی سنائی بات پہ کہ جب صوبے کیلئے ایک قانون بنانے جارہے ہیں لیکن وہ ساری اسمبلی سے چھپاتے ہیں، ابھی میرے خیال میں، میری معلومات کے مطابق آئندہ کیبنٹ کا جو اجلاس ہوگا، وہ جو ڈرافٹ ان لوگوں نے Propose کیا ہے یا جو ڈرافٹ انہوں نے Final کیا ہے، اس کی Approval لے لی جائے گی تو جناب سپیکر! بجائے اس کے کہ زبانی جمع خرچ سے سارے ملک میں لوگوں کو ورغلائیں، گراؤنڈ پہ نہ اختیار ہو، نہ اس کے اثرات ہوں، نہ ان کے فائدے ہوں اور ان لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے، اتنی بڑی تعداد کے باوجود میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ خوف کیوں ہے؟ لیکن ظاہر ہے یہ ملال ہے، یہ شرمندہ ہیں، یہ کریڈٹ یا یہ مینڈیٹ تو ان کا ہے نہیں، اگر یہ ان کا ہوتا تو یہ بڑے اوپن ہوتے جناب سپیکر، تعلیم کا بھی ہم نے سنا ہے، اس میں کتنی حقیقت ہے اور کتنی حقیقت نہیں ہے، یہ بھی وزیر صاحب کو وضاحت کرنی چاہیئے، لیکن اگر خدانخواستہ تعلیم کی شرط رکھتے ہیں، پاکستان میں وزیراعظم کیلئے تعلیم کی شرط نہیں ہے، پاکستان میں سینیٹر کیلئے تعلیم کی شرط نہیں ہے، ممبر نیشنل اسمبلی کیلئے تعلیم کی شرط نہیں ہے، ممبر پراونشل اسمبلی کیلئے تعلیم کی شرط نہیں ہے، کسی وزیر کیلئے تعلیم کی شرط نہیں ہے، اگر خدانخواستہ ان لوگوں نے، ان سے تو کچھ بھی توقع کی جاسکتی ہے، اگر تعلیم کی شرط ان لوگوں نے رکھی ہو تو میرے خیال میں یہ جمہوریت کی روح کے خلاف ہے۔ سیکنڈ جناب سپیکر! جس طرح ان لوگوں نے آزمائش کی ہے آدھا تیتر آدھا بٹیر، ہم یہ

سمجھتے ہیں کہ جب وزیر اعظم صاحب یہ اعلان کرتے ہیں کہ میں نے وزیر اعظم ہاؤس کو یونیورسٹی بنانا ہے، گورنر ہاؤس کی دیواریں گرانی ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت اور پارلیمان کی علامات کو ختم کر رہے ہیں، اس طرح نہیں ہونا چاہیئے، Party Base پہ اس الیکشن کو ہونا چاہیئے، Bottom size سے، آج آپ یہاں پہ بیٹھے ہیں تو میرے خیال میں آپ کے حلقے میں 140 ,130 پولنگ سٹیشنز ہوں گے، اسی طرح 260 ,240 پولنگ بوتھ ہوں گے، آپ کا ایک ووٹر نچلی سطح سے اگر سیاسی نہیں ہوگا تو یہاں پہ سیاسی جماعتیں مضبوط نہیں ہوں گی، جناب سپیکر، جمہوریت کی مضبوطی کیلئے، سیاسی جماعتوں کی مضبوطی کیلئے Bottom size سے لے کر Top تک اس کو Party Based پر ہونا چاہیئے، ہماری یہ Proposal ضرور رہے گی اور ویسے بھی ان کو خوف نہیں ہونا چاہیئے، یہ تو ویسے بھی ان کے جو ووٹرز ہیں وہ بلے کو ووٹ دے رہے ہیں تو میرے خیال میں ان کو تو ڈرنا ہی نہیں چاہیئے لیکن یہ جو باتیں سنی جا رہی ہیں، یہ Out of the topic بات نہیں ہے، یہ Eighteenth amendment کی جو بات ہو رہی ہے، یہ ساری چیزیں جو ہو رہی ہیں تو یہ سب اسی چیز کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نخواستہ پارلیمان کمزور ہو، جمہوریت کمزور ہو، پارلیمانی اداروں کے حوالے سے لوگ جو ہیں وہ انگلیاں اٹھائیں، تو میں ضرور یہ ریکویسٹ کروں گا، Proposal پیش کروں گا کہ اس نظام میں ضلع ناظم کو ختم نہیں ہونا چاہیئے، تعلیم کی شرط نہیں ہونی چاہیئے جناب سپیکر، اور All level پر یہ Party based پہ ہونا چاہیئے اور جو اختیار یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دے سکتے ہیں وہ ڈرافٹ سامنے لائیں، ان شاء اللہ اس پہ Collectively ایک Joint چیز جو ہے وہ تیار کرتے ہیں جو گراؤنڈ پہ Feasible ہو تاکہ وہ اختیار جو ہے وہ نیچے منتقل ہو سکے۔

Mr. .Speaker: Thank you Babak Sahib. Honorable Minister, Shoukat Yousafzai Sahib.

(Interruption)

جناب سپیکر: وہ ڈیبیٹ میں حصہ لے رہے ہیں، (مداخلت) نہیں کریم خان صاحب جواب دیں گے، ڈیبیٹ پہ تو حصہ کوئی بھی لے سکتا ہے۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ): ڈیبیٹ میں تو حصہ لے سکتا ہوں میرے بھائی، نہیں ڈیبیٹ پہ پابندی ہے؟

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

(شور)

جناب سپیکر: ذراTasteبدلنے کیلئے دوسری طرف سے بھی تقریریں سن لیں ناں آپ۔

وزیراطلاعات وتعلقات عامہ: فائنل جواب کوئی اور دے گا میں تو، میں Filling کررہاہوں، باقی جواب کوئی اور دے گا۔

جناب سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب! ذراTasteتبدیل کرلیں۔

وزیراطلاعات وتعلقات عامہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔بہت شکریہ، بہت شکریہ جی، بہت شکریہ، تھینک یوجناب سپیکر۔ میں صرف موٹے موٹے جو درانی صاحب نے اور میرے بھائی بابک صاحب نے پوائنٹس اٹھائے ہیں میں صرف ان کی Clarification کرنا چاہتا ہوں، باقی جواب ہمارے اور ساتھی دے دیں گے۔ بلدیاتی نظام کے حوالے سے بات تھی تو میرے خیال سے اگر ہم زیادہ نہیں صرف Comparison بھی کرلیں ناں سندھ اور پنجاب سے تو آپ کو بڑا واضح فرق پتہ چل جائے کہ یہاں کا بلدیاتی نظام کیسا رہا؟ میں مانتا ہوں خامیاں ہوں گی، بالکل ہوں گی، آج اتنی محنت ہورہی ہے اور ایک نیا ڈرافٹ تیار کیا جارہا ہے، ایک نئی شکل اس کو دی جارہی ہے تو ظاہر ہے وہ خامیاں دور کرنے کیلئے ہورہا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ بلدیاتی نظام جو نچلے لیول پہ، آج ماشاءاللہ ہماری اس اسمبلی کے اندر بہت سارے ایسے ہیں، انجینئر فہیم صاحب ہیں، کامران خان ہے، آصف ہے، یہ سارے بلدیاتی نظام کی پیداوار ہیں، اور بھی بہت سارے جو پرانے ہوں گے، تو میرے خیال سے اس نظام نے بہت ڈیلیور کیا ہے اور لیڈرشپ دے رہا ہے اور جہاں تک انہوں نے کہا کہ ہمیں واضح بتایا جائے کہ اس میں توسیع ہوگی کہ نہیں ہوگی؟ کوئی توسیع نہیں ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ 28 اگست کو جب اس کا پیریڈ ختم ہوگا تو جو ڈھائی مہینے، دو مہینے جتنے بھی ہوتے ہیں الیکشنز کے وہ الیکشنز ہوں گے، بروقت ہوں گے، کوئی انتخابات کو ملتوی کرنے یا ان کو Extension دینے کی کوئی بات زیر غور نہیں ہے۔ باقی دیکھیں ایک فارمولہ ہوتا ہے، دو سہ ماہی جو ہے جو پی ایف سی ہوتی ہے، جو آپ کا پراونشل کا اپنا Setup ہے، اس کے تحت باقاعدہ ریلیزز ہوتی ہیں، دو کوارٹرز کی ریلیزز ہوچکی ہیں، جو تیسری سہ ماہی ہے وہ آپ کو پتہ ہے کہ تب ہوتی ہے جب پورے فنڈز کی Utilization ہوجاتی ہے، تو جب وہ فنڈ Utilize ہوگا تو اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کردیئے جائیں گے۔ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں اعتماد میں نہیں لیا جارہا، بالکل آپ اپنی تجاویز دے سکتے ہیں، ابھی بھی وہ ڈرافٹ پراسیس میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی اس کا جو پراسیس ہے وہ مکمل ہوجائے گا تو پھر اس کے بعد جو

ٹیکنیکل کمیٹی ہے، پھر منسٹریل کمیٹی ہے، اس میں جائے گا اور Thoroughly اس پہ ڈسکشن کے بعد وہ پھر جائے گا کیبنٹ کے پاس، کیبنٹ سے Approval کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو پھر ایکٹ میں لایا جائے گا، تو پریشان ہونے کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے حوالے سے انہوں نے بات کی، اب تک جو تجاویز آئی ہیں، اس میں ڈسٹرکٹ کونسل نہیں ہے، اسی طرح جو یونین کونسلز ہیں، ان میں تقریباً چھ ممبرز ہیں اور اقلیتی ممبر کو اگر آپ شامل کریں تو تقریباً سات ممبرز بن جاتے ہیں، جبکہ پہلے کافی زیادہ تھے تو اس کی وجہ سے کافی پرابلمز آئے ہوئے تھے، میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جو بھی بلدیاتی نظام آ رہا ہے، کوشش کریں گے کہ اس میں خامیاں نہ ہوں، جو ہمارا پانچ سال کا ایک تجربہ رہا، جس کے اندر جو کمی بیشی رہ گئی تھی وہ نہ ہو، تو اسی لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں اتنا Potential, Capacity build up ہو تاکہ ہمارے ممبران اسمبلی کو جو فنڈز ملتے ہیں، پراونشل کو، قومی کو، تاکہ ان کو دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے، Basic کام تو ان اداروں کا ہے، اگر ان اداروں میں اتنی Capacity آ جائے تو ان شاء اللہ میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو ہمارا منشور ہے پاکستان تحریک انصاف کا کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کو فنڈ نہ دیا جائے، تو اس پر بھی ہم ان شاء اللہ عمل کریں گے۔ باقی میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ شرمندگی کی بالکل ضرورت نہیں ہے کیونکہ نہ تو ہم نے کوئی ٹھیکے بیچے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی نوکریاں بک رہی ہیں۔۔۔۔۔

Mr. .Speaker: No cross talk, please.

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: انہوں نے کوئسچن کیا ہے سر، آپ کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ خیر ہے آپ سن لیں ناں۔

Mr. .Speaker: No cross talk.

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میں نے آپ کا نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: بیٹھیں صاحب، تشریف رکھیں۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میں نے بالکل آپ کے Tenure کا نام نہیں لیا ہے۔۔۔۔۔

Mr. .Speaker: No cross talk, اپنے نمبر پر آپ کو بھی موقع دیں گے،

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میں نے کسی Tenure کا نام لیا ہے؟ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ شرمندہ ہمیں اس لئے نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے میرٹ، میرٹ اور انصاف کی بالادستی ہے۔ میں نے یہ

نہیں کہا کہ کس کے دور میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر فائلیں چلتی تھیں، میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ کس کے دور میں وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ملازمتیں بکتی تھیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بٹنی صاحب، بٹنی صاحب۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میں نے تو نام ہی نہیں لیا ہے، آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ کی آواز اتنی تیز ہے بٹنی صاحب! میں آپ کا مائیک بھی بند نہیں کر سکتا، آپ تو مائیک سے بھی اوپر ہیں، نہیں، وہ اور بات کر رہے ہیں۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میرے بھائی، میں نے تو اپنے بھائی کو جواب دیا ہے کیونکہ ان کو شاید یہ Feel ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس بس۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: نہیں نہیں، میں مشکور ہوں سر، آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے، میں تو صرف اپنے بھائی کی تسلی کیلئے کہ ہم آج اگر یہاں اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو اللہ کا فضل ہے، ہمیں اپنا سر فخر سے بلند رکھنا چاہیئے کہ جو آج آپ کی حکومت ہے وہ کسی چیز پر Compromise نہیں کرے گی ان شاء اللہ تعالیٰ، یہ جو نوکریوں کی میں نے بات کی، میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں درانی صاحب! جو آپ نے نکتہ اٹھایا کہ کلاس فور کی نوکری چاہیئے، خواہ وہ اپوزیشن ممبر ہو، چاہے وہ ٹریژری ممبر ہو، یہ میں بالکل آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں، ان شاء اللہ اسی طرح ہوگا، پوری کوشش ہوگی کہ جو ایم پی ایز ہیں ان کی سفارش پہ ہو، چاہے وہ گورنمنٹ کا ہو، چاہے اپوزیشن کا ہو، تو میں مشکور ہوں سر، میں نے صرف اتنا عرض کرنا تھا۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: سفارش پہ نہیں، میرٹ پہ۔

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ: میرٹ پہ۔

جناب سپیکر: عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا مشکور ہوں کیونکہ جو پچھلا بلدیاتی نظام Introduced کیا گیا تھا، میں اس ورکنگ گروپ کا بھی چیئرمین تھا اور جو سلیکٹ کمیٹی تھی، اس کا بھی میں چیئرمین تھا اور سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس سسٹم کو Own کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں سسٹم غلطیوں سے پاک نہیں تھا اور اس سسٹم کے اندر Weaknesses

موجود تھیں لیکن میری بجاطور پر توقع رہے گی کہ اس پورے سسٹم کو رول بیک کرنے کے بجائے حکومت اس سسٹم کے اندر بہتری لائے گی۔ جناب سپیکر صاحب، وہ سسٹم جب بنا تھا تو ہم نے آئین کے تین آرٹیکلز ہیں، انکو بنیاد بنا کر وہ سسٹم بنایا تھا، جناب سپیکر، آرٹیکل 32 جو ہے، میں اس کو Read-out کرتا ہوں:

"32. The Government shall encourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women."

اس میں ہم نے نوجوانوں کو اضافی نمائندگی دی تھی، یہ تین Constitution کے اندر Reflected ہیں کہ Peasants, Women اور Workers کو نمائندگی دی جائے گی، ہم نے مینارٹی کو بھی نمائندگی دی تھی، آرٹیکل 37 کے End میں ہم آتے ہیں تو اس میں ہے کہ:

"37. The State shall-
(i) decentralize the Government administration so as to facilitate expeditious disposal of its business to meet the convenience and requirements of the public."

یہ آرٹیکل 37 ہے اور سر، جو Important Article ہے وہ آرٹیکل 140-A ہے، میں آپ کی توجہ چاہوں گا جناب سپیکر صاحب، آرٹیکل 140-A میں Read out کروں گا:

"140A. (1) Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.
(2) Election to the local governments shall be held by the Election Commission of Pakistan."

سر! اس میں Devolution کی بات ہے، جب ہم Decentralization کی بات کرتے ہیں تو Three terms سامنے آجاتی ہیں Delegation, deconstruction and devolution، اور Devolution، اس کی جو فائنل اور Mature اور Perfect form ہے، وہ یہ ہے، یعنی آپ اختیارات کو Decentralized کرتے ہیں یا آپ Delegation کرتے ہیں یا Decentralized کرتے ہیں یا Devolution کرتے ہیں، ہمارے Constitution کے اندر Devolution ہے، یعنی آپ اختیارات کو مکمل طور پہ منتقل کرتے ہیں اور جب آپ اختیارات منتقل کرتے ہیں تو اختیارات آپ

مرکز سے صوبے اور پھر صوبے سے ضلع میں منتقل کرتے ہیں، اس لئے اگر آپ ضلعی Tier کو ختم کر رہے ہیں تو You are violating this Article **140A.** of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan، اس لئے میں چاہوں گا کہ ہمارے بعد جو حکومتی ممبر تقریر کرے گا، وہ ہمیں ایشورنس دے گا کہ ہم اس آرٹیکل کی Violation نہیں کریں گے۔ اگر آپ کریں گے تو لوگ کورٹ میں چلے جائیں گے اور آپ کا یہ لاء جو ہے اس کو Strike down کیا جائے گا، اس کو عدالتوں کے اندر اٹھایا جائے گا کیونکہ آپ کی Devolution اس Constitution کے تحت لازمی ہے، آپ District tier کو ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! میں آگے بات کروں گا کہ تعلیم کی شرط بھی سپریم کورٹ آف پاکستان کا Decision ہے، It`s against the fundamental rights، آپ عوامی نمائندگی اور Choice کو Limit نہیں سکتے ہیں، آپ کے اس ملک کے اندر تعلیم کی شرح کیا ہے؟ آپ کے ملک میں Matriculates لوگوں کی کیا شرح ہے، Graduates کی کیا شرح ہے؟ آپ 15 to 10 پرسنٹ لوگوں تک یا اس سے کم لوگوں تک، لوگوں کے Choice way محدود کریں گے تو یہ کام بھی آپ نہیں کر سکتے ہیں، It`s unconstitutional، یہ آپ کے Fundamental rights کی خلاف ورزی ہے اور یہ جو سپریم کورٹ کا Decision ہے، اس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! جو بابک صاحب نے بات کی کہ کمیٹی کے اندر یہ بات ہوئی تھی یعنی جو سلیکٹ کمیٹی تھی، میں یہ بات ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ جو پرانا لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے جس کو آپ اب Amend کر رہے ہیں، اس وقت جو موجود ہے، In field یہ سلیکٹ کمیٹی کے Consensus سے پاس ہوا تھا۔ بابک صاحب اور اے این پی نے صرف ایک چیز کے اندر امنڈمنٹ پیش کی تھی، وہ ویلج اور نیبر ہوڈ کونسل کو سیاسی بنیادوں پر الیکشن کا کہا تھا اس لئے اس کا سیاسی بنیادوں پر الیکشن نہیں ہو سکا۔ میں اس نکتے پر ان کے سے ساتھ تھا باقی پورا سسٹم جو تھا وہ Consensus سے پاس ہوا تھا، اس لئے اس ڈاکیومنٹ کو اس اسمبلی کو Own کرنا چاہیئے، اس ڈاکیومنٹ کے اندر ہمیں Minor adjustment اور امنڈمنٹس کرنی چاہئیں۔ جناب سپیکر صاحب! میں آگے بات کروں گا کہ اس کے اندر جو Historical provision ہے وہ 30 percent of the development of Provincial Government ہے، مجھے بتادیا جائے کہ کیا آپ اس کو Reverse کر رہے ہیں یا اس کو Intact کر رہے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ اس لوکل گورنمنٹ کے اندر جو Outgoing لوگ، یہ جو کرنٹ لوکل گورنمنٹ

ہے، اس اندر پیسے نہیں گئے ہیں، پاکستان کی پوری تاریخ کے اندر اتنے پیسے کبھی نہیں دیئے گئے جتنا اس لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت تھے، اگر آپ 30 پرسنٹ پورے دے دیتے تو بہت بڑا فگر بن جانا تھا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ 30 پرسنٹ کا بھی صرف 50 پرسنٹ ہر سال ٹرانسفر ہوا ہے۔ آج میں نے سیکرٹری فنانس سے پوچھا کہ آپ نے اس سال ان کے بجٹ کیلئے کتنے پیسے رکھے تھے تو انہوں نے کہا ہم نے 29 ارب رکھے تھے، ابھی تک آپ نے صرف 14 ارب ٹرانسفر کئے ہیں جو فنانس کے اندر سے اشارے ملے ہیں، باقی جو 16 ارب ہیں وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ٹرانسفر نہیں ہوں گے، میں ان سے ایشورنس چاہتا ہوں کہ وہ ٹرانسفر کریں باقی جو 16 ارب ہیں وہ بھی ان کو ٹرانسفر کریں، تو اس لئے ہمیں یہ بھی بتا دیا جائے کہ جو 30 پرسنٹ آپ نے ان کو دے رہے ہیں، یہ جو مجوزہ لاء ہے اس سے کاٹ تو نہیں گے، اس میں امنڈمنٹ Propose تو نہیں کریں گے؟ جناب سپیکر صاحب! یہ بھی بتایا جائے کہ آپ ڈسٹرکٹ کونسل اور تحصیل کونسل کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اس میں بھی ہمیں تھوڑا بتا دیا جائے۔ جناب سپیکر صاحب! اگر کوئی لاء اس سے Contradict کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Constitution کے Against ہوگا، آپ نے اس لاء کا Credit لیا ہوا ہے، اس کے اوپر آپ نے پورے پاکستان کے اندر Campaign شروع کی ہوئی ہے۔ عمران خان بائیس سال سے Empowered local government system کی بات کر رہا ہے، میں آپ سے یہ Expect نہیں کرتا کہ آپ کی حکومت ایک Toothless، ایک کمزور لوکل گورنمنٹ سسٹم لائے گی کہ جو Constitution of Pakistan کے خلاف ہو، مجھے خدشہ ہے کہ جو آپ کا Proposed draft ہے، جو مجھے اطلاعات مل رہی ہیں، اس میں آپ لوکل گورنمنٹ کے بال و پر کاٹ رہے ہیں، اس لئے جو بھی منسٹر اٹھے گا وہ ہمیں اس کی ایشورنس دے۔ اور میں جناب سپیکر صاحب! آخری بات یہ کروں گا کہ آپ اگر امنڈمنٹ لا رہے ہیں تو اس امنڈمنٹ کیلئے اس ایوان کے اندر Thoroughly debate کریں اور میں یہ بھی Recommend کروں گا کہ اس سے پہلے آپ تمام پارلیمنٹری لیڈرز کو اس پہ بریفنگ دیں اور میں یہ بھی Recommend کروں گا کہ جس طرح پچھلی مرتبہ آپ کے ساتھ میجارٹی تھی، But you sent that law to the Select Committee.، میں دوبارہ یہ Recommend کروں گا کہ آپ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں اور آپ اس کے اوپر سیمینار کریں، جو سول سوسائٹی ہے اس کا بھی Input لے لیں، ہم نے پچھلی مرتبہ بھی یہ کیا تھا، اس لئے آپ کا اگر کوئی لوکل گورنمنٹ سسٹم آئے گا تو وہ Consensus سے آئے گا، اس میں

پولیٹیکل Consensus آپ Create کریں گے، یہ ایک ایسا پولیٹیکل سسٹم بنے گا جس کو آئندہ کیلئے سب حکومتیں Own کریں گی اور یہ جو ہمارے ملک کے اندر بیماری ہے کہ ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کو چلنے ہی نہیں دیتے ہیں، یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم چلے گا اور یہ Continue کرے گا اور اس سے پاکستان کے اندر Devolution decentralization اور Good governance کا جو آپ کا Slogan ہے وہ یقینی ہو جائے گا۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you very much. Liaqat Ali Khan, MPA, please.

<u>جناب لیاقت علی خان</u>: شکریہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب! یقیناً ہم اس ایوان میں جب آئے تو ہم یہی سوچتے تھے کہ ہم ادھر سے کچھ سیکھ کے جائیں گے لیکن ادھر جب ہم آئے تو اپنے معزز اراکین سے ہم نے ایسا کچھ سیکھا ہے کہ پہلے کہاوت تھی کہ "نیکی کر دریا میں ڈال" لیکن آج یہی ہو رہا ہے کہ آپ جو بھی کرو دوسری حکومت پہ ڈال دو کیونکہ پچھلے ادوار کے ہمارے مشران جب اٹھتے ہیں اور کچھ بھی جب بولتے ہیں تو میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ پی ٹی آئی کی حکومت میرے خیال میں 65 سال سے چلی آرہی ہے۔ یہ پچھلے دور میں تو پی ٹی آئی کی حکومت نہیں تھی، یہ جو خامیاں ہیں، یہ جو کمزوریاں ہیں، یہ ان لوگوں کے دور کی ہیں تو اب یہ پی ٹی آئی کے اوپر کیوں ٹھونستے ہیں؟ اور ابھی ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے اس کا ذکر کیا کہ اسمبلی یہ ایشورنس دے کہ ایلکشن کب ہوگا؟ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ابھی تو پچھلے والے لوگ موجود ہیں، ان کا Tenure ابھی پورا نہیں ہوا ہے لیکن ان لوگوں کو ابھی سے دوسرے ایلکشن کی پڑی ہے، تھوڑا صبر تو کریں، انکا ٹائم تو پورا ہو جائے، اس کے بعد پھر ہو جائے گا۔ پچھلی حکومتوں میں تو یہ کہانی نہیں تھی، اور پھر یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی اچھی بات ہوتی ہے تو پھر Credit یہ لوگ لے لیتے ہیں، جب بری بات آتی ہے تو پھر بولتے ہیں کہ یہ پی ٹی آئی کی حکومت نے کیا ہے۔ ابھی ہمارے بزرگ فرما رہے تھے کہ یہ سپریم کورٹ نے سوموٹو ایکشن لیا تھا، پی ٹی آئی کی گورنمنٹ کا اس میں کوئی کردار نہیں ہے، کوئی کارکردگی نہیں ہے، اگر یہ ان کے دور کے ہیں تو پھر ہمیں کیوں ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، پھر ہمیں کیوں کہتے ہیں؟ ابھی پچھلی گورنمنٹ کی اگر میں تفصیل سے بات کروں تو پچھلی گورنمنٹ میں لوکل گورنمنٹ منسٹر کون تھے؟ اور ابھی جب یہ آپس میں بیٹھتے ہیں، فیصلے کرتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ ادھر فیصلہ کریں۔ جب ایوان میں لیکر آتے ہیں تو اسکا سارا Credit، پشاور میں جب منسٹر صاحب نے پھول لگائے تو ہمارے ڈسٹرکٹ دیر میں سارے لوگ یہی کہتے تھے کہ ہمارے منسٹر صاحب نے Beautification پہ اور پشاور کو پھولوں کا شہر بنایا لیکن جب پشاور میں بی آر ٹی بنی اور جب تھوڑی سی بارش ہو جاتی تھی، تھوڑا پانی جمع ہو جاتا تھا تو یہ لوگ

کہتے تھے کہ یہ پی ٹی آئی کی گورنمنٹ کی نااہلی ہے، جب اچھی بات ہوتی ہے تو کریڈٹ یہ لوگ لیتے ہیں، جب بری بات ہوتی ہے تو کریڈٹ ہمارے اوپر ٹھونستے ہیں، تو میں یہ ریکویسٹ کرتاہوں کہ ہم نئے آئے ہیں، ابھی ہم سیکھ رہے ہیں، ہمیں غلط نہ سکھاؤ، ہمیں صحیح سکھاؤ تاکہ ہم آہستہ آہستہ سیکھ سکیں، ہم ابھی گورنمنٹ میں سیکھ رہے ہیں تاکہ دوسری گورنمنٹ اگر آجائے تو آپ لوگوں کی طرح ہم غلط بیانی نہ کریں، سیدھا سیدھا جو پچھلی انہوں نے غلطیاں کی ہیں وہ اپنی غلطیوں کا اقرار کریں اور اگر گورنمنٹ میں کوئی کمزوری ہے تو اس کی کمزوری پکڑیں۔ یہ تو عجیب سی بات ہے کہ جب خامی ہوتی ہے تو پی ٹی آئی گورنمنٹ کی، جب اچھائی ہوتی ہے تو ان لوگوں کی، میں تو نیشنل پارٹی میں بھی رہا ہوں، چالیس سال میں نے ادھر بھی صرف کئے ہیں، یہ نظام تو ادھر بھی تھا جب Majority is the main power، ابھی گورنمنٹ کے پاس میجارٹی ہے، ادھر پاور ہے، اکثریت ہے، لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے تو ابھی فیصلے بھی ہم لوگوں نے کرنے ہیں، یہ لوگ ابھی پانچ سال برداشت کریں، اگر برداشت نہیں کر سکتے تو یہ ان لوگوں کی خام خیالی ہے کیونکہ جمہوریت میں جس کے پاس میجارٹی ہو وہی فیصلے کر سکتے ہیں۔ تو ابھی یہ لوگ مہربانی فرما کر اپنی غلطیوں کا بوجھ ہمارے اوپر نہ ڈالیں، ان لوگوں نے جو غلطیاں پچھلی حکومتوں میں کی ہیں وہ اپنی گریبان میں جھانکیں اور سوچیں کہ ہم نے کیا کیا تھا؟ یہ جو آج نوکریوں کی باتیں ہورہی ہیں، میں یہ پشاور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں دیکھوں کہ کون سے ضلع کے، کون سے حلقے کے لوگ زیادہ ہیں؟ پہلے یہ داستانیں تو نہیں تھیں، آج یہ داستانیں شروع ہورہی ہیں کہ نوکریاں ہمیں دے دو، ایم پی اے کا حق دے دو، پہلے جب ان لوگوں کی حکومت تھی تو پی ٹی آئی والوں کو تو دفتر میں گھسنے بھی نہیں دیتے تھے، آج یہ لوگ یہ کہانیاں سناتے ہیں، میں یہ ریکویسٹ کرتاہوں کہ ہم سیکھنے آئے ہیں، آپ لوگ اپنی غلطیاں ہمارے اوپر نہ ڈالیں تاکہ ہم یہ نہ سیکھیں کہ کل ہم بھی آپ لوگوں کی طرح غلطی کرکے کسی اور پر الزام ڈالیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو لیاقت خان صاحب۔ اورنگزیب نلوٹھا صاحب، ایم پی اے، اورنگزیب نلوٹھا صاحب!

<u>جناب سردار حسین:</u> جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر:</u> جواب الجواب کو چھوڑیں پلیز، اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

<u>سردار اورنگزیب:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! میں بہت مشکور ہوں آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے، میں پہلے بھی اٹھا تھا لیکن آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کہا تھا کہ ٹائم دوں گا۔

سردار اورنگزیب: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرونگا کہ اپوزیشن لیڈر صاحب اگر کوئی بات کر لیں تو کوئی بات نہیں ہے، ہم سب کی طرف سے ہو جاتی ہے لیکن آپ ساری جماعتوں کے ایک یا دو دو بندوں کو ٹائم دیتے ہیں تو پھر میرا بھی حق بنتا ہے، میری جماعت کی بھی یہاں پر نمائندگی ہے لیکن میں سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ کل میں نے ادھر ایک جلسے میں آپ کی وہ بات دہرائی ہے جو آپ نے کہا ہے کہ ایک روٹی پر گزارا کرو تو میں نے کہا یہ تو میرا اللہ دینے والا ہے، کسی کی نصیب میں دو ہوتی ہیں کسی کی نصیب میں چار ہوتی ہیں، تو سپیکر صاحب کو یہ بات نہیں کہنا چاہیئے تھی، میں سمجھا شاید یہ میری بات۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے ضرور کہنا چاہیئے تھی اور دیکھیں، آپ بھی میڈیا والوں کی طرح سے سیاق و سباق سے ہٹ کے بات کر رہے ہیں، آپ میری پوری سپیچ سنیں، بھٹو صاحب نے جب کہا تھا جی کہ گھاس کھائیں گے اور بم بنائیں گے تو کیا لوگوں نے گھاس کھائی تھی؟ میں نے صرف Example دی تھی کفایت شعاری کی، یہ نہیں کہ پیٹ پہ پتھر باندھ لیں اور روٹی نہ کھائیں۔

سردار اورنگزیب: یہ ہے کہ کسی ایشو کے اوپر بات آئے تو سپیکر صاحب، جس طرح باقی لوگوں کو، باقی سیاسی جماعتوں کو بات کرنے کا حق ہے، میرا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: بالکل ہے۔

سردار اورنگزیب: تو اس لئے میں نے آپ سے گلہ کیا جو میرا حق تھا، آپ اسی طرح میرے بھی سپیکر ہیں جس طرح دوسری جماعتوں کے سپیکر ہیں، تو میں اس وقت جو بات کر رہا تھا کہ آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا ہے، میں نے اس دن جو پچھلا اجلاس تھا، آپ کے نوٹس میں لایا تھا کہ ایک دوست نے کچھ سمال ڈیم کی بات کی تھی کہ یہ لیک ہو گیا ہے اور ہمارے ایریا میں یہ تکلیف ہو رہی ہے تو میں نے یہ کہا تھا سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کریں۔

سردار اورنگزیب: کہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے باہر جو ایک گٹر لیک ہے اور لوگوں کو وہاں سے گزرنے میں تکلیف ہے تو آپ نے رولنگ دی تھی، میں یہ بات آپ کو یاد کرانا چاہتا تھا کہ چھوٹا سا کام سپیکر صاحب! اگر نہیں ہوا ہے تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ لاء منسٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ۔۔۔۔

سردار اورنگزیب: تو پھر میرے بھائی کی پرورش کس طرح ہوگی؟ یہ جو دوست گلے کر رہا ہے کہ آپ سچ کہا کریں اور آپ جو بات کریں اس کے اوپر کھڑے رہا کریں تو ان شاء اللہ ہم جو بات کریں گے، اس کے اوپر کھڑے ہوں گے لیکن حکومت کی طرف سے ایک بھائی نے، یہاں پہ منسٹر صاحب نے آپ کو یقین دہانی کرائی تھی، آپ نے رولنگ دی تھی، آج بھی جب میں وہاں سے گزر رہا تھا، میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں جب آرہا تھا تو ایک بزرگ اس گٹر کے پانی کی وجہ سے وہ روڈ کراس کر رہا تھا تو اس کو گاڑی کی ٹکر لگی اور وہ گر گیا تو پھر چار پانچ بندوں نے اس کو اٹھا کر دوسری گاڑی میں ڈالا، تو میں نے اس لئے یہ بات کرنا ضروری سمجھا کہ مہربانی کرکے چھوٹا سا کام ہے اور وہاں سے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہو رہی ہے تو میں، سپیکر صاحب! اصل بات کی طرف آتا ہوں، بہت سی باتیں اپوزیشن لیڈر صاحب نے بھی کی ہیں اور سردار حسین بابک صاحب نے بھی اور ہمارے منسٹر صاحب نے جواب دیئے ہیں، شوکت صاحب بہت میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں لیکن بیچ میں کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے سب اپوزیشن والے ان کے بارے میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، سپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ یہ ایک سیاسی تربیت گاہ ہے، شخصیات کیلئے بھی اور سیاسی پارٹیوں کیلئے بھی اور اس میں میں لمبی تقریر نہیں کروں گا، اس سے پہلے جو 2002ء میں ایک لوکل گورنمنٹ کا الیکشن ہوا تھا، اس میں ضلع ناظم اور تحصیل ناظم کا جو الیکشن تھا، وہ ممبران تحصیل کونسل، ممبران ضلع کونسل اور یو سیز کے جو ممبران تھے، ان کے ووٹ ضلع ناظم نے لئے تھے اور اسی طریقے سے ضلع کونسل کے ممبر اور تحصیل کونسل کے ممبر، یعنی ناظم اور نائب ناظم نے یونین کونسل سے اکٹھے ووٹ لئے تھے، اور وہ ناظم اور نائب ناظم منتخب ہوئے تھے۔ اس میں جو خرابی تھی وہ یہ تھی کہ ایک یونین کونسل میں 20 کونسلرز تھے اور اس میں کونسلرز کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی آپس میں، یونین کونسل کے اندر وہ کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ بہر حال ابھی جیسا انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو نظام ہم لائیں گے، میرے دوست فاضل دوست نے ابھی تقریر کی ہے، تو اس سے پہلے ہماری حکومت نہیں تھی، یہاں پہ اور لوگوں کی حکومت تھی، تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال بھی یہاں پہ تحریک انصاف کی حکومت تھی اور تحریک انصاف والے تجربے کرتے رہے ہیں، ایک دفعہ پہلے بھی اس کے اوپر تجربہ ہو چکا ہے، پچھلے پانچ سالوں میں جو بلدیاتی نظام آیا ہے، ہم نے اس کے اوپر بالکل امنڈمنٹس لائی تھیں، یہ سلیکٹ کمیٹی میں بھی گیا، وہاں پہ ڈسکشن

ہوئی، کچھ چیزیں ہماری مانی گئیں، کچھ حکومت نے منوائیں، بہر حال ہم نے وہ ایسے فیصلے، سپیکر صاحب! میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ برائے مہربانی ہر روز کے نئے تجربوں سے لوگوں کو پریشان نہ کیا جائے، جس طرح ابھی ہم سن رہے ہیں کہ ضلع کا کوئی Concept نہیں ہے، ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اختیارات کو نچلی سطح پہ منتقل کرتے ہیں اور اس میں ضلع ناظم کا یا ضلع کے اندر کوئی الیکشن کی بات نہیں ہے اور تحصیل ناظم کا ڈائریکٹ الیکشن ہے تو تحصیل ناظم کے Under جو ضلع کے سب ڈویژن کے افسران ہیں، وہ اس کی بات سنیں گے، اگر ڈی سی صاحب تک یا ڈی او ایجوکیشن یا ضلع کے جو ہیڈز ہیں، ان تک اگر کوئی مسئلہ پیدا ہوا تو وہ کس طرح اپنی بات منوائے گا یا اپنے لوگوں کی آواز ان تک پہنچائے گا، ان سے ان کے مسائل حل کروائے گا؟ تو میرے خیال کے مطابق یہ نیا تجربہ نہ کیا جائے، اس سے پہلے کا جو لوکل گورنمنٹ کا سسٹم Already چل رہا ہے اگر اس میں کوئی چھوٹی موٹی ترمیم ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ کونسلرز کی تعداد جو واقعی اس میں کم ہونی چاہیئے، اس میں کونسلر کی تعداد، سپیکر صاحب! ایک اور مسئلہ جو میں نے سنا ہے، مجھے پتہ نہیں ہے، شوکت یوسفزئی صاحب نے بھی اس کی وضاحت نہیں کی ہے کہ ویلج کونسلز کی تعداد کم کی جارہی ہے، پہلے ویلج کونسل دو ہزار سے Above پہ بنتی تھی اور ابھی میں نے سنا ہے کہ دس ہزار سے Above پہ ویلج کونسل بنے گی، اگر ویلج کونسل کی تعداد کم کی جائے گی، ویلج کونسل بڑی کی جائے گی تو جو لوگ، وہاں پہ آپ نے ایک کلاس فور ویلج کونسل میں دیا ہے، ایک آپ نے سیکرٹری دیا ہے تو ان لوگوں کی ملازمت کا کیا بنے گا؟ کہ جس طرح فاٹا کو صوبے میں Merge کیا گیا اور آج یہ سارے لوگ ادھر باہر احتجاج کر رہے ہیں کہ وہ سرپلس پول میں جارہے ہیں تو ان کے بارے میں بھی میرے خیال کے مطابق حکومت کو سوچنا چاہیئے اور اگر نئے نئے تجربات کریں گے تو حکومت اپنے لئے مسائل پیدا کرے گی اور ساتھ ہی اس نظام میں لوگوں کیلئے بھی پھر پریشانیاں پیدا ہوں گی۔ اگر جس طرح آج یہ ڈیبیٹ اس میں آئی ہے تو میرے خیال میں جو سٹیک ہولڈرز ہیں، ضلع ناظمین ہیں، تحصیل ناظمین ہیں، ان لوگوں کو بھی اگر بلا کر ان سے رائے لی جائے اور اسی طرح تمام ممبران اسمبلی سے رائے لی جائے تو شاید جو نظام متفقہ رائے سے لایا جائے گا وہ بہتر ہوگا۔ تھینک یو ویری مچ۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو۔ جناب لطف الرحمان صاحب۔

<u>جناب لطف الرحمان</u>: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں پہلے بھی Complaint کر چکا ہوں کہ میری طرف آپ کی نظر نہیں پڑتی۔

جناب عنایت اللہ: آپ کی طرف تو وہ سب سے زیادہ توجہ دیتے ہیں، وہ تو آپ کا بہت خیال رکھتے ہیں اور آپ کی تو ہم سے زیادہ قدر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں جی، میں تو آپ سب کا احترام کرتا ہوں۔

جناب لطف الرحمان: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس وقت بلدیاتی نظام کے حوالے سے ڈسکشن جاری ہے اور پچھلا بلدیاتی نظام جب اس اسمبلی میں متعارف کرایا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ سلیکٹ کمیٹی بنی تھی اور اس پہ ڈیٹیل ڈسکشن ہوئی تھی، جناب سپیکر! اس میں دو چیزوں پر اختلاف تھا، میں عنایت اللہ خان صاحب کی بھی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ دو چیزوں پہ اختلاف ہوا تھا، ایک یہ تھا کہ جو ویلج کونسل کا، اور جو پچھلی سطح تھی، اس میں جماعتی بنیاد پر الیکشن ہو، اوپر ہو تو نیچے بھی جماعتی بنیاد پر ہو اور دوسری بات یہ تھی کہ ہم نے ویلج کونسل سے اختلاف کیا تھا کہ یونین کونسل کی حیثیت برقرار ہونی چاہیئے۔ اگر آپ کوئی تعداد یا آبادی زیادہ ہو رہی ہے تو یونین کونسل کی سطح پہ اس میں تعداد بڑھائی جائے تو یونین کونسل اضافی بنائی جائے نہ کہ ویلج کونسل، تو اس پہ بھی ہمارا اختلاف ہوا تھا، اپوزیشن کا اختلاف ہوا تھا اور یہ دو چیزیں اس میں تھیں، باقی اتفاق سے وہ نظام یہاں سے، اس اسمبلی سے پاس ہوا تھا جناب سپیکر! لیکن جو اس وقت صوبے میں یہ نظام چل رہا ہے اور تقریباً چار سال پورے ہونے کو ہیں لیکن اگر آپ عملداری کے حوالے سے دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سب سے زیادہ فیل اگر کوئی نظام ہوا ہے تو وہ یہ آپ کا موجودہ نظام فیل ہوا ہے۔ اگر آپ اس کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں ڈسٹرکٹ اسمبلیوں کا، اور وہاں پہ جس طریقے سے اسمبلی کے اجلاس ہوئے ہیں، ان کی Capacity کیا تھی، اگر آپ اس کے لوکل جو وہاں پہ ہمارے ڈسٹرکٹ کے آفیسرز تھے یا جو وہاں پہ اس کے سپیکر تھے یا اس پوری اس اسمبلی کی جو کارروائی نوٹ کی جاتی تھی آپ اس کا سارا ریکارڈ اٹھا کہ دیکھ لیں کہ وہ اسمبلی کے اجلاس کس انداز میں ہوئے، بجٹ کس طریقے سے پاس ہوئے؟ جناب سپیکر! اگر بجٹ کو اکثریتی رائے نہیں بھی ملی تو Minutes of the sitting میں اس کو پاس قرار دیا گیا ہے، جناب سپیکر! بہت سارے اضلاع ایسے ہوں گے کہ دو سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہو گا اور ان کا بجٹ پاس نہیں ہوا ہو گا اور یہاں پہ میرے دوستوں نے، بابک صاحب نے اور عنایت اللہ خان صاحب نے ذکر کیا کہ تیس پرسنٹ بجٹ جو ہے وہ لوکل گورنمنٹ کو جانا تھا اور اس کا ابھی صرف ففٹی پرسنٹ بجٹ جو ہے یہاں سے فنڈز اضلاع کو منتقل ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ففٹی پرسنٹ بجٹ منتقل ہوا ہے تو یہ بھی آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ خرچ کتنا ہوا ہے، وہاں ڈیویلپمنٹ پہ جو

خرچ ہوا ہے اس کا Ratio کیا ہے، اس کی Percentage کیا ہے؟ اور جو ہم نے وہاں پہ جو مدات رکھی تھیں، ایجوکیشن میں، ہیلتھ میں اور فلاں سیکٹر میں ہم نے یہ فنڈز خرچ کرنے ہیں تو ذرا اس کا بھی آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ اس میں کتنا خرچ ہو سکا ہے؟ تو ہمیں تو اس کی تربیت ہونی چاہیئے تھی کہ ان ممبران اسمبلی کو ایک تربیت ملتی کہ اسمبلی کا اجلاس کس طریقے سے ہوگا، کتنی سنجیدگی کے ساتھ ہوگا، اس کا جو ایجنڈا ہے وہ کس طریقے سے آپ نے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے؟ اور اس کے Minutes of the meeting جو ہیں وہ بھی حقیقت پر مبنی ہونے چاہیئے تھے، لیکن سپیکر صاحب! حقیقت یہ ہے کہ وہ منٹس بھی حقیقت پر مبنی نہیں ہیں اور وہ خود بنائے گئے ہیں، گھروں میں بیٹھ کر بنائے گئے ہیں اور ان اجلاس کی کوئی اہمیت نہیں رہی، اور اسی وجہ سے جب وہ اسمبلی میں بیٹھتے ہیں تو ان ممبران کو اپنی حیثیت کا اندازہ ہو رہا ہوتا ہے کہ ہماری حیثیت یہ ہے کہ اگر اکثریت بجٹ کو پاس نہ بھی کرے تو بجٹ پاس ہو جاتا ہے، تو یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے، اگر ہم نے اس نظام کو سنجیدگی سے چلانا ہے تو پھر اس کی جو اہلیت ہے اس کو ہم نے بڑھانا ہوگا اور اس کو ہم نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ چلانے کی ایک تربیت ان کو دینی ہوگی تاکہ یہ اس کو چلا سکیں اور اس کے فیصلے جو ہیں وہ صحیح معنوں میں Implement ہو سکیں اور وہ ہاؤس کے فیصلے ہونے چاہئیں جناب سپیکر، تو یہ پورے صوبے کا ایک ریکارڈ ہے جس کو میں نے پیش کیا ہے کہ حقیقت میں اجلاسوں کے فیصلے کچھ اور ہیں اور گھروں میں بیٹھ کر اس کے فیصلے کچھ اور کئے گئے ہیں، جناب سپیکر! اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جماعتی بنیادوں پر اس سارے نظام کو بنانا چاہیئے، اور جیسے میں سن رہا ہوں اور اس نئے نظام کا جو ایک خاکہ تیار کیا گیا ہے اس کو بھی میں نے دیکھا ہے، میں نے اس کو ڈیٹیل سے پڑھا بھی ہے کہ کیا چیزیں اس میں آ رہی ہیں، ایک تو اس کو جماعتی بنیاد پہ ہونا چاہیئے اور دوسرا یہ کہ عمران خان کا تو پہلے دن سے اور دوسری حکومتوں پہ Blame یہی تھا کہ وہ بلدیاتی نظام کروانا نہیں چاہتی تھیں اور بلدیاتی نظام ہونا چاہیے، بلکہ بلدیاتی نظام کے Through فنڈز خرچ ہونے چاہئیں، ان ممبران کے Through خرچ ہونے چاہئیں جو بلدیاتی نمائندے ہیں، ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کے Through فنڈز خرچ نہیں ہونے چاہئیں، یہ تحریک انصاف کا پورے پاکستان میں شور و غوغا ہے، لیکن حقیقت میں آپ اس کو دیکھیں کہ بلدیاتی نظام کو وہ کیا اہمیت دے رہے ہیں، اور اس کی یہاں پر کیا اہمیت دی جا رہی ہے؟ یہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے بھی سامنے ہے، آپ ذرا اس کو بھی غور سے

دیکھیں، اور حکومت کے اس رویئے کو آپ دیکھیں کہ ان کا ضلعی حکومتوں کے ساتھ کیا رویہ رہا ہے؟ جناب سپیکر! جو ضلع اور تحصیل کی بات کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز Windup کریں، نماز سے پہلے، اگر اذان سے پہلے۔۔۔۔۔

مولانا لطف الرحمان: جناب سپیکر! تحصیل اور ضلع کی بات کی جا رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ نظام ترمیم کر کے آپ لا رہے ہیں تو پھر اس کیلئے دوبارہ سے سلیکٹ کمیٹی بنی چاہیئے اور میں ویسے بھی کہتا رہتا ہوں اور آپ کے نوٹس میں کئی دفعہ لا چکا ہوں کہ ہمیں رولز آف بزنس میں امنڈمنٹ کرنی چاہیئے کہ کوئی بھی بل اگر آئے تو پہلے کمیٹی میں جانا چاہیئے اور کمیٹی اس کو ڈسکس کرے اور اس کا تفصیلی جائزہ لے اور پھر اس کی خامیاں دور کی جائیں، تب جا کے وہ اسمبلی میں آنا چاہیئے، ہمیں رولز آف بزنس میں Changes کرنی چاہئیں، اور یہ ایک اہم بل ہوگا، ترمیمی بل ہوگا، اس بلدیاتی نظام کے حوالے سے اگر وہ اسمبلی میں آئے تو اس کو سلیکٹ کمیٹی مین جانا چاہیئے اور تفصیل سے اس کا جائزہ لینا چاہیئے اور اگر اس طرح تحصیل کی نظامت کا ڈائریکٹ الیکشن ہوگا اور Party based پہ کس طریقے سے ہوگا اور ضلعی حکومتیں نہیں ہوں گی تو بیچ میں ایک خلاء آئے گا اور اس خلاء کو پر نہیں کیا جا سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ بدنیتی پر یہ سارا نظام بنایا جا رہا ہے تاکہ صوبائی حکومت کا اختیار جو ہے وہ ضلعوں تک آنا چاہیئے اور یہ صوبے کا اختیار جو ہے یہ ضلعوں کو نہیں دینا چاہتے، اس لئے ضلعے سے یہ اختیار لینا چاہتے ہیں تو جناب سپیکر! اس کا تفصیل سے جائزہ لینا چاہیئے، ہمارے دوستوں نے بھی تفصیل سے باتیں کی ہیں، میں دو تین باتیں کرنا چاہتا تھا کہ یہ سلیکٹ کمیٹی میں آنا چاہیئے، تفصیل سے وہاں پر اس کا جائزہ لینا چاہیئے اور تب اسمبلی سے اس کو پاس کرنا چاہیے تاکہ ہمیں آئندہ اس میں امنڈمنٹ کرنے کی ضرورت نہ پڑے، جناب سپیکر! اور ہم کل اس حوالے سے شرمندہ نہ ہوں کہ ہم نے فلاں فلاں قانون بنایا تھا اور آج ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں اور اس میں امنڈمنٹ ہونی چاہیئے، جیسے آج ہم Merger کے مسئلے کو رو رہے ہوتے ہیں اور مختلف مسائل سامنے آ رہے ہوتے ہیں، کل کو ہم اس مسئلے کو بھی رو نہ رہے ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جناب لطف الرحمان صاحب، انجینئر فہیم احمد ایم پی اے، جی انجینئر صاحب۔

جناب فہیم احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! چونکہ میں ڈسٹرکٹ اسمبلی سے آیا ہوں، لوکل گورنمنٹ سے صوبائی اسمبلی میں تو لوکل گورنمنٹ کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا، جس طرح ہمارے سردار حسین بابک صاحب تھے یا جو ہمارے لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب تھے، انہوں نے کہا ہے کہ اس کو

Discussion کیلئے جتنا جلدی ہو سکے، As soon as possible،اس کو Discussion کیلئے لے آئیں تاکہ Collective wisdom اس پہ آئے اور اس پہ ایک Consensus کے ساتھ ہم اس کو Conclude کریں،اس کے علاوہ جتنے بھی ہمارے تحصیل ناظمین ہیں اور ڈسٹرکٹ ناظمین ہیں ان سے بھی اس میں Input لیا جائے،اس کے علاوہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے، جیسا کہ سردار حسین بابک صاحب نے کہا ہے،جناب سپیکر! جب سردار حسین بابک صاحب بولتے ہیں تو اس طرح لگتا ہے کہ ان پہ کوئی بہت بڑا ظلم ہوا ہو، یا ان کے ساتھ کسی پی ٹی آئی والے نے بہت بڑی زیادتی کی ہو، میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب 2008ء میں ان کی گورنمنٹ آئی تھی تو یہ انہی کی پارٹی کی حکومت تھی جنہوں نے لوکل گورنمنٹ کو ختم کیا تھا (تالیاں) اگر یہ عوام کے اتنے ہی خیر خواہ ہیں اور یہ اتنے ہی خیر تھے تو ان کو لوکل گورنمنٹ کو Continue رکھنا چاہیئے تھا،کیونکہ جو بھی نیا قانون آتا ہے یا کوئی نئی بات آتی ہے یا اس کی Implementation، کسی نئے قانون کی جب Implementation آتی ہے تو اس میں خامیاں بھی ہوتی ہیں،اس کی خوبیاں بھی سامنے آتی ہیں تو جو قانون ہے وہ ایک Evolution stage سے گزرتا ہے تو اگر یہ لوگ اس وقت عوام کے خیر خواہ ہوتے اور وہ قانون نہ ختم کرتے تو آج یہ Refine ہو کر یہ جو بلدیاتی نظام ہے یہ اپنی Refined form میں آیا ہوتا اور آج ہمیں ان مشکلات سے نہ گزرنا پڑتا۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ ملک بادشاہ صالح، Last speaker، ملک بادشاہ صالح۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: میرے پاس جو نام تھے وہ تو ختم ہو گئے، یہ بعد میں ابھی اور آ گئے ہیں، بادشاہ صالح خان، بادشاہ صالح خان۔

ملک بادشاہ صالح: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تهینک یو مسټر سپیکر۔ مهربانی سپیکر صاحب! تاسو نن مونږ ته په ډیره ښه موضوع باندې دلته د خبرو کولو موقع راکړه، دغه دا دے چې دا کوم سسټم چې دے د دې نه زه هم پخپله راغلے یم د دیر نه چې دا څومره ایم پی اے ګان په دې وخت کښې ناست یو، که عنایت الله ورور دے که ثناءالله دے او که زه یم، مونږ ټول د بلدیاتی سسټم نه راوتې یو، دلته رارسیدلے یو داسې سسټم چې کوم دا یو Political growth پیدا کوی ،مخکښې په کوم الیکشن چې اوشو هغه وخت کښې 2002 ء کوم سسټم چې

راغے ، بیا دا اوس چې 2013 ء کښې دا کوم سسټم په 2014 ء کښې نو سرا! په هغې کښې څه کمے وو، په هغې کښې پکار وه چې هغې کښې څه Improvement شوې وے خو وروستوچې کوم بیا سسټم، عنایت الله د هغې مشر وو راغلے دے جی، په دیکښې ډیر خیامیانې دی کمزوریانې دی نو په دیکښې په تحصیلونو کښې ډیرې کمزوریانې شوې دی اوخاص کر ویلج کونسلو کښې دیکښې زیاتے شوے دے، نو زه خو حکومت ته درخواست کوم چې یره دا زمونږه یو مسئله نه ده، یو قومی مسئله ده چې ټول کښینی او دا یو داسې سسټم جوړ کړی چې د ټول عمر د پاره بیا چلیږی او په دیکښې اخوادیخوا نه وی، نو ما دغه درخواست کولو، په دیکښې زمونږ نور څه مقصد نشته جی چې دا ټول کسان جی دا ډیر په Consensus سره کښینی، مونږ پخپله د دې سسټم نه وتی یو، د دې سسټم نه راغلی یو او په دیکښې ده دې نه بیا ما په 2007 ء کښې استعفیٰ ورکړې ده 2003 ء عنایت الله ورکړې ده، داسې ثنا ءالله ورکړې ده او په دې سسټم باندې پوهه هم ډیر زیات یو جی، په هر څه پوهیږو خو تحصیلونه چې کوم شوی دی سابقه حکومت کښې، هغه تحصیلونو کښې زیاتے شوے دے، د درې کونسلو نه ئے پینځه جوړ کړل او تحصیل ئے ترې جوړ کړو، نو په دیکښې چې ټول مشترکه طور کښینی او داسې سسټم جوړ کړی چې هغه ټولو ته Acceptable وی نو هغه به ډیر ښه وی اور ډیر به برابر وی۔ ډیره مهربانی۔

Mr. Speaker: Who will respond this? Honorable Kamran bangash Sahib, respond please, conclude please.

جناب کامران خان بنگش (معاون خصوصی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی و انفارمیشن ٹیکنالوجی): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ۔ تھینک یو سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! اپوزیشن لیڈر صاحب نے 2013ء کے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے متعلق کچھ نکات اٹھائے ہیں، سپیکر صاحب! جیسا کہ عنایت اللہ صاحب نے کہا کہ Constitution کے آرٹیکل (a)140 کے تحت Political, Administrative اور Financial responsibility اور Authority ضروری ہے کہ وہ Devolve ہو، اسی کے تناظر میں 2013ء کا لوکل گورنمنٹ ایکٹ معرض وجود میں آیا، اور پاکستان تحریک انصاف نے 2013ء کے منشور کے مطابق نوے دن کے اندر اندر لوکل گورنمنٹ ایکٹ اسمبلی سے Enact کیا ہے۔ جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ لوکل

گورنمنٹ ایکٹ 2013ء کے تحت ڈپٹی کمشنر کے پاس اختیارات ہیں جب کہ ضلع ناظم کے پاس کوئی اختیارات نہیں تھے، سپیکر صاحب! چونکہ میں خود لوکل گورنمنٹ سسٹم سے آچکا ہوں، میں پشاور سے ٹاؤن ممبر تھا اور اس اسمبلی میں کثیر تعداد میں معزز ممبران لوکل گورنمنٹ سے آچکے ہیں، لہذا مجھے پتہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر یا ٹی ایم او کے پاس اختیار صرف اور صرف ڈی ڈی او کا تھا، Drawing and Disbursing Officer، جناب سپیکر صاحب! اس اختیار کے تحت جیسا کہ آج میرا سیکرٹری ڈی ڈی او ہے یا Principal Accounting Officer ہے، اسی طرح ڈسٹرکٹ ناظم کا ڈی ڈی او ڈپٹی کمشنر ہوتا تھا اور ابھی بھی ہے، لہذا یہ بات سراسر ناانصافی ہے، انہوں نے ایک اور بات کی طرف نشاندہی کی ہے کہ ابھی اسمبلی کے باہر کچھ ضلع ممبران نے احتجاج کیا، تو میں ان کی معلومات کیلئے اور معزز ممبران کی انفارمیشن کیلئے یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ وہ احتجاج دو وجوہات کی بناء پر تھا، ایک وجہ اس کی یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ ممبران کو Honoraria نہیں مل رہا تھا، جس کے اوپر صوبائی حکومت اور آڈیٹر جنرل کی طرف سے اعتراضات اٹھائے گئے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ تھی، دوسری وجہ پی ایف سی یعنی پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کے تھرڈ اور فورتھ کوارٹر کیا، کیونکہ فسٹ اور سیکنڈ کوارٹر کے زیادہ تر ڈسٹرکٹ کونسلز اور تحصیل کونسلز نے اپنی Expenditures نہیں کیں، 60 پرسنٹ سے جب زیادہ Expenditure ہوگا تب ان کو تھرڈ اور فورتھ کوارٹر ریلیز ہوگا، اور کچھ مالی مسائل کا بھی صوبائی حکومت کو سامنا ہے اس وجہ سے تھرڈ اور فورتھ کوارٹر ابھی تک ریلیز نہیں ہوا، انہوں نے Allocation of funds and release of Funds کے بارے میں بھی بات کی ہے تو 2013ء کے ایکٹ کے تحت، اور ابھی 2019ء کا جو Proposed act ہے ان شاء اللہ اس میں پورا پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ ہے، اس کا ایک طریقہ کار ہے، جس میں Population, poverty, lack in infrastructure، اور اسی طرح Revenue base، یعنی جس ڈسٹرکٹ سے یا تحصیل سے زیادہ Revenue collect ہوگا اسی حساب سے اس کو ایوارڈ ملے گا، سپیکر صاحب! چونکہ Academic باتیں تھیں تو ہم Expect کر رہے تھے کہ کوئی سیر حاصل گفتگو ہوگی مگر بدقسمتی سے اپوزیشن لیڈر صاحب نے انہیں سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی، سپیکر صاحب! اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ یہاں ہماری صوبائی حکومت سب کچھ عمران خان کے قدموں میں رکھتی ہے، سپیکر صاحب! میں تحریک انصاف کا ایک ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے آپ کو بتادینا چاہتا ہوں اور ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے کہ یہ تو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہے ہمارے قائد

کے اوپر ہماری جانیں بھی ان کے قدموں میں حاضر ہیں (تالیاں) ہماری ایم پی اے شپ بھی، ہماری سیاست بھی اور ہماری سیاست کی شروعات اور خاتمہ بھی ان شاء اللہ ہمارے قائد کے ساتھ ہو گا اور ان کے قدموں میں ہو گا ان شاء اللہ۔ جناب سپیکر صاحب! انہوں نے لوکل گورنمنٹ سسٹم کی بات کی کہ ان کو ایک سال کیلئے Extension دی جا رہی ہے، یہ سراسر افواہ ہے، اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے، لوکل گورنمنٹ سسٹم 28 اگست کو ان شاء اللہ Complete ہو رہا ہے، اور 28 اگست کے بعد نئے لوکل گورنمنٹ الیکشن کیلئے الیکشن کمیشن کی طرف سے شیڈول جاری ہو گا۔ سپیکر صاحب! سردار حسین بابک صاحب نے بھی باتیں کیں، انہوں نے کہا کہ 2013ء میں سپریم کورٹ کا آرڈر آیا تھا، جب کہ تحریک انصاف نے 7 نومبر 2013ء کو ہی لوکل گورنمنٹ ایکٹ Enact کیا تھا، جو کہ نوے دن کا پی ٹی آئی کا ٹارگٹ تھا، اسی کے تحت ہی انہوں نے کر دیا تھا، جناب سپیکر صاحب! ----

<u>ایک رکن:</u> اصل ایشو پر بات کریں۔

<u>معاون خصوصی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی و انفارمیشن ٹیکنالوجی:</u> آپ تحمل سے سنیں، ہم نے بھی بہت تحمل سے باتیں سنیں۔

(اذان عصر)

<u>معاون خصوصی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی و انفارمیشن ٹیکنالوجی:</u> سپیکر صاحب! بابک صاحب نے ایک اور بات کی طرف نشاندہی کی کہ ویلج کونسل کے جو الیکشن ہوئے وہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے تھے اور تحصیل اور ضلع کونسل کے جو الیکشن ہوئے وہ جماعتی بنیادوں پر تھے، ان کی بات بجا ہے، اس کے پیچھے پوری Logic تھی، ایک پورا ہوم ورک تھا اور جیسے عنایت اللہ صاحب نے نشاندہی کرائی ہے کہ سلیکٹ کمیٹی میں بھی اس کے اوپر بحث ہو چکی ہے، لطف الرحمان صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی، سپیکر صاحب! لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013ء کی جو سب سے بڑی خاصیت تھی وہ لوکل گورنمنٹ کے جو تینوں Tears ہیں ان کو اے ڈی پی کا، Annual development plan کا تیس فیصد حصہ جانا ہے، اور اسی وجہ سے آپ دیہی علاقوں میں دیکھ لیں یا جو شہری علاقے ہیں ان میں ترقیاتی کاموں کو دیکھ لیں، اور یہ انٹرنیشنل سروے اور رپورٹ یہ بتا رہی ہے کہ حقیقی معنوں میں ترقیاتی کام ہوئے ہیں، جس کا فائدہ عام شہری کو ہوا ہے۔ تو یہ تیس فیصد اگر نہیں بھی ہوئے ہیں، جس طرح کہ وہ Claim کر رہے ہیں، جتنے بھی ہوئے ہیں، پنجاب کے لوکل گورنمنٹ سسٹم کا Comparison میں آپ دیکھ لیں، سندھ کا دیکھ لیں

اور بلوچستان کا بھی دیکھ لیں، بلکہ میں Quote کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی کے میئر وسیم اختر صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں پختونخوا کی طرح لوکل گورنمنٹ سسٹم دیا جائے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ اس میں کچھ خامیاں تھیں اور ہونی چاہئیں، کیونکہ یہ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے اور ان خامیوں کو دور کرنے کیلئے 2019 ء کا ایک Proposed لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے جو کہ پاکستان تحریک انصاف کے Inner house یا Inner circle میں اس کے اوپر Deliberation جاری ہے، ہم نے منتخب نمائندوں کی لوکل کونسل ایسوسی ایشن جو کہ پورے صوبے کے ضلعی ناظمین، تحصیل ناظمین اور کونسلرز کی ایک منتخب تنظیم ہے ان کے ساتھ ہم نے Deliberation کرلی ہے، جیسے ہی اسمبلی میں آئے گی ان شاء اللہ 2019 کا لوکل گورنمنٹ ایکٹ، یقیناً اپوزیشن اور جو ہمارے باقی ممبران اسمبلی ہیں، پارلیمنٹرین ہیں ان کے ساتھ Consultation ہوگی، انہوں نے بات کی کہ سنی سنائی بات کو پھیلانا، جناب والا! ان کو سنی سنائی باتوں پہ یقین ہے، انہوں نے نہ ابھی تک ڈرافٹ دیکھا ہے، سب قیاس آرائیوں پر مبنی ہے، ان کا جو خوف ہے بالکل اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ناظمین کے پاس کلاس فور کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر کا بھی اختیار نہیں تھا، سپیکر صاحب! میں ٹاؤن ممبر رہ چکا ہوں اور مجھے اس چیز کا ادراک ہے، میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ ضلع ناظم، تحصیل ناظم کے پاس BPS-11 تک پوسٹنگ اور ٹرانسفر کا اختیار تھا اور BPS-11 سے اوپر جو تھا اس کیلئے لوکل کونسل بورڈ کو سفارش تحصیل ناظم کے آفس سے جاتی تھی، تو یہ بات بھی بالکل غلط ہے، بالکل پورا اختیار تھا، انہوں نے اپنی تقریر میں سیاسی باتیں کیں، میں بالکل اس طرف نہیں جانا چاہتا، جب انہوں نے تبدیلی سرکار کی بات کی، میں بالکل ایزی لوڈ سرکار کی بات نہیں کرنا چاہتا، ایزی لوڈ سرکار کا جو زمانہ تھا اس کے بارے میں میں بالکل بات نہیں کرنا چاہتا (تالیاں) بہت بہت شکریہ، سپیکر صاحب۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned to meet tomorrow at 01:30 pm.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 9 اپریل 2019ء دوپہر ایک بجکر تیس منٹ تک کیلئے ملتوی ہوگیا)